ماہنامہ

انصار اللہ

خصوصی اشاعت
''وصیت نمبر''

جون 2016ء / شعبان، رمضان 1437ھ / احسان 1395ھش

مقام ظہور قدرت ثانیہ

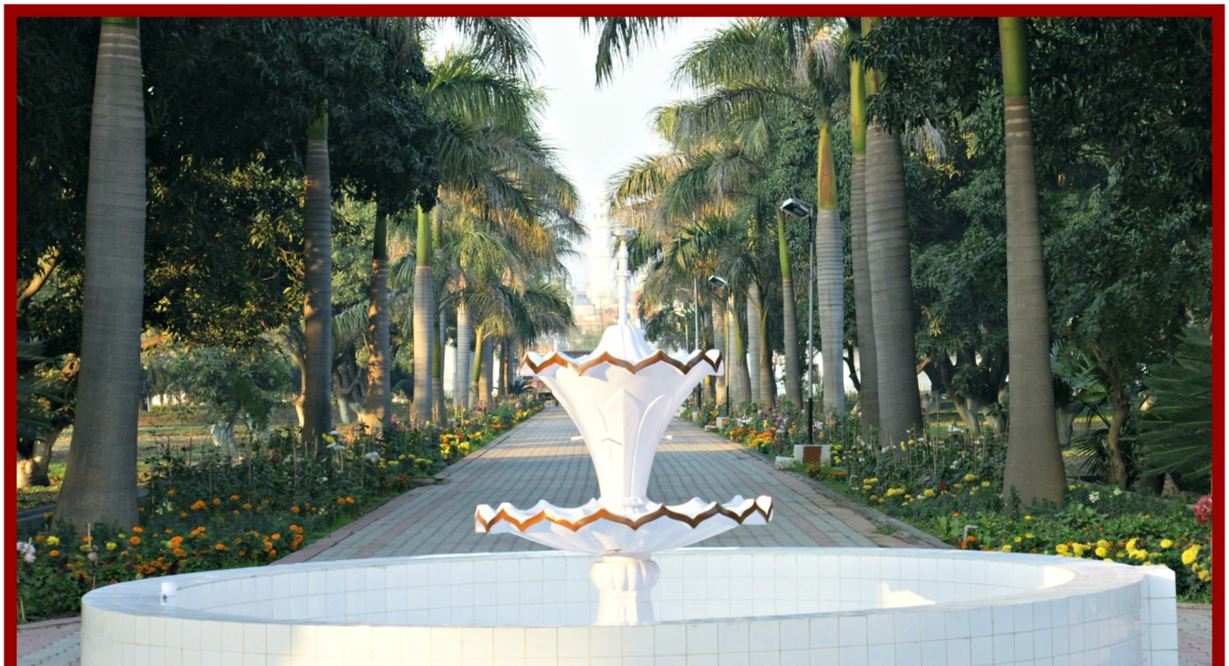

بہشتی مقبرہ قادیان

بہشتی زندگی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کریں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اُس کے دفتر میں سابقین اوّلین لکھے جائیں گے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دے دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو! کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سُود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو! میں بہت قریب عذاب کی تمہیں اطلاع دیتا ہوں اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعتِ دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے۔ ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ.

ماہنامہ انصاراللہ

خصوصی اشاعت "وصیت نمبر"

صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

ایڈیٹر
محمود احمد اشرف

● جون 2016ء۔شعبان، رمضان 1437ھ۔احسان 1395ہش ● جلد 48 شمارہ6

فہرست

● خصوصی اشاعت ماہنامہ انصاراللہ (اداریہ)	4	● متاعِ زیست کی بنیاد پائیدار رہے (نظم)	29
● انفاق فی سبیل اللہ (القرآن ۔الحدیث)	5	● نظام وصیت ۔ایک عظیم الشان آسمانی نظام	30
● ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے	6	● بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے شرائط	33
● سفارشات شوریٰ مجلس انصاراللہ پاکستان 2015ء	7	● نیا آسمان اور نئی زمین	34
● نظامِ وصیت کی غرض وغایت، مالی قربانی واصلاح نفس	8	● بہشتی مقبرہ قادیان کی ابتدائی تاریخ پر ایک نظر	37
● مقبرہ بہشتی کا حقیقی مقام	15	● نظام وصیت کا تعارف، اور انتظامی ڈھانچہ	40
● رفقاء حضرت مسیح موعودؑ کی نظام وصیت میں شمولیت	18	● قواعد وضوابط برائے وصیت کنندگان	45
● نظام وصیت اور خلافت خامسہ	21	● دفتر وصیت اور تشخیص جائیداد کا تعارف	48
● مجلس موصیان......پس منظر وفرائض	25	● مجالس انصاراللہ کی مساعی	54

فون نمبر 047-6212982 فیکس 047-6214631

مینیجر 0336-7700250

ویب: ansarullahpk.org

ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

magazine@ansarullahpk.org

ایڈیٹر: maa549@hotmail.com

مینیجر وپبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

اشاعت: دفتر انصاراللہ دارالصدر جنوبی، ربوہ

مطبع: ضیاءالاسلام پریس، چناب نگر

سالانہ چندہ: 300 روپے

فی پرچہ: 25 روپے

اداریہ

خصوصی اشاعت ماہنامہ انصاراللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظام وصیت سے متعلق دو اہداف عالمگیر جماعت احمدیہ کے لیے مقرر فرمائے۔ پہلا ہدف یہ تھا کہ 2005ء میں جبکہ نظام وصیت کو قائم ہوئے سو سال پورے ہو جائیں گے تک کم از کم پچاس ہزار وصیتیں ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو یہ ہدف حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ دوسرا ہدف حضور انور نے یہ مقرر فرمایا کہ 2008ء میں جبکہ خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے سو سال پورے ہو جائیں گے تو جماعت احمدیہ کے تمام کمانے والے افراد کا پچاس فیصد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان بابرکت نظام میں شامل ہو جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے آپ نے ذیلی تنظیموں سے یہ توقع فرمائی کہ وہ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تنظیمیں خلیفہ وقت کی توقعات پر پورا اترنے کے لئے کوشاں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری عاجزانہ مساعی کو قبول فرمائے اور اپنے بے پایاں فضل سے اس کے نتائج پیدا فرمائے۔

مجلس شوریٰ انصاراللہ پاکستان منعقدہ 28,29 نومبر 2015ء میں مجلس ڈیفنس ناصر لاہور کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ ''مجلس انصاراللہ اپنے دائرہ کار میں ہر سطح پر مؤثر کارروائی کے ذریعے جلد از جلد یہ ہدف حاصل کر کے اپنے پیارے امام کی مبارک خواہش کو پورا کرنے والی بنے''

مجلس شوریٰ کی سب کمیٹی نے اس تجویز پر عمل درآمد کے لئے جو سفارشات کی تھیں ان میں سے تیسری سفارش یہ تھی کہ

''ماہنامہ انصاراللہ کا ایک ماہ کا شمارہ خصوصیت کے ساتھ 2016ء کی پہلی ششماہی میں وصیت کے موضوع پر شائع کیا جائے''

ماہنامہ انصاراللہ جون 2012ء کی یہ خصوصی اشاعت مجلس شوریٰ کی اسی مذکورہ سفارش کی تعمیل میں کی جا رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کے لئے ہم اس کا شکر بجا لاتے ہیں کہ ہمیں بروقت اس کی توفیق مل رہی ہے۔ اس شمارے کا اول و آخر مقصد اس ہدف کے حصول کی یاددہانی کروانا ہے جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمارے لیے مقرر فرمایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد از جلد ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ اس مقام پر قائم رکھے۔ آمین

اس خصوصی اشاعت کے لئے جن اہل علم اور اہل قلم احباب نے ادارے کی درخواست پر قلمی معاونت فرمائی ہے خاکسار ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ ان احباب کی تحریری کاوشیں اس شمارے کی زینت بن رہی ہیں۔ اسی طرح خاکسار مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز، مکرم حافظ انوار رسول صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری، مکرم مدثر احمد شرف صاحب ناظم تشخیص جائیداد کا بھی شکرگزار ہے کہ انہوں نے مضامین، معلومات اور تصاویر کی فراہمی میں خصوصی تعاون فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں شعبہ اشاعت کے جملہ کارکنان، ممبران اشاعت کمیٹی اور صدر محترم کا بھی مشکور ہے جنہوں نے شمارہ میں اپنی مصروفیات کے باوجود غیر معمولی وقت صرف کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

انفاق فی سبیل اللہ

القرآن

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے پیشتر اس کے کہ وہ دن آ جائے جس میں نہ کوئی تجارت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی شفاعت اور کافر ہی ہیں جو ظلم کرنے والے ہیں۔(سورۃ البقرہ آیت 255)

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے جبکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کی ہے۔

(سورۃ الحدید آیت 9)

اور نماز کو قائم کرو، زکوۃ ادا کرو اور اللہ کو قرضہ حسنہ دو اور اچھی چیزوں میں سے جو بھی تم خود اپنی خاطر آگے بھیجو گے تو وہی ہے جسے تم اللہ کے حضور بہتر اور اجر کے لحاظ سے عظیم تر پاؤ گے۔پس اللہ سے بخشش طلب کرو۔یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔(سورۃ المزمل آیت 21)

یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں تا کہ اس کے بدلہ میں انہیں جنت ملے۔

(سورۃ التوبہ آیت 11)

الحدیث ﷺ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں آخرت میں وہی نادار ہوں گے سوائے اس شخص کے جس کو اللہ نے دولت دی ہو پھر وہ دائیں بائیں اور آگے پیچھے بے دریغ صرف کرے اور دولت کو نیک کام میں خرچ کرے وہ آخرت میں نادار نہ ہوگا۔(صحیح بخاری کتاب الرقاق)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے۔صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور نیک اولاد جو میت کے لئے دعا کرے۔(صحیح مسلم کتاب الوصیۃ)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ ہمیں صدقہ کی تلقین فرماتے تو ہم لوگ بازاروں میں چلے جاتے اور مزدوری کرتے اور جو تھوڑی بہت رقم ملتی اسے پیش کر دیتے۔ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ آج ان میں سے کئی صحابہ لاکھوں کے مالک ہیں۔(صحیح بخاری کتاب الزکوۃ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تین باتیں میں قسم کھا کر بیان کرتا ہوں انہیں اچھی طرح یاد رکھو۔کسی بندے کا مال صدقہ کی وجہ سے کم نہیں ہوتا۔جب کسی پر ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے۔اور جب کوئی شخص سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ اس کے لیے فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے(جامع ترمذی کتاب الزھد)

کلام الامام

ہرایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ ...... میں فرماتے ہیں:

”خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اُس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے **تقویٰ ایک ایسی جڑھ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے**۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اُس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔ بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں ...... بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مرجاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور **وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا**۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو، نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کیلئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔ **یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا** پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔“

فیصلہ جات شوریٰ مجلس انصاراللہ پاکستان منعقدہ 29,28 نومبر 2015ء

تجویز نمبر 1 ۔ از مجلس ڈیفنس ناصر لاہور بابت شعبہ صف دوم

2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو نظام وصیت میں شمولیت کی ہدایت فرماتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ 2008ء تک خلافت کو قائم ہوئے سو سال پورے ہونے پر کم از کم پچاس فیصد چندہ دہندہ اس نظام میں شامل ہوں۔ لیکن اس ٹارگٹ کو تا حال پورا نہیں کیا جا سکا۔ مجلس انصاراللہ اپنے دائرہ کار میں ہر سطح پر موثر کارروائی کے ذریعے جلد از جلد یہ ہدف حاصل کر کے اپنے پیارے امام کی مبارک خواہش کو پورا کرنے والی بنے۔

اس تجویز کے لئے سب کمیٹی شوریٰ نمبر 1 نے حسب ذیل سفارشات مجلس شوریٰ میں پیش کرنے پر اتفاق کیا۔

-1 رسالہ ..... تمام غیر موصی انصار کو مہیا کیا جائے اور اسے پڑھنے کی تلقین کی جائے۔

-2 حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام کے ارشادات بابت وصیت ماہنامہ انصاراللہ کے ہر شمارہ میں شائع کئے جائیں نیز شعبہ صف دوم کی طرف سے ہر ماہ وصیت کی اہمیت و برکات کی بابت سرکلرز جاری کئے جائیں جو مجالس میں اجلاسات کے دوران سنائے جائیں۔

-3 ماہنامہ انصاراللہ کا ایک ماہ کا شمارہ خصوصیت کے ساتھ 2016ء کی پہلی ششماہی میں وصیت کے موضوع پر شائع کیا جائے۔

-4 حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''سو فیصد جماعتی عہدیداران اس نظام میں شامل ہوں، چاہے وہ مرکزی عہدیداران ہوں یا مرکزی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں یا مقامی جماعتوں کے عہدیداران ہوں یا مقامی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اپریل 2006ء) کی روشنی میں انصاراللہ کے تمام عہدیداران سے کام شروع کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ انصاراللہ کی ہر سطح کے ممبران عاملہ بشمول ممبران شوریٰ نظام وصیت میں شامل ہو جائیں۔

-5 مرکز سے عاملہ کی منظوری دیتے وقت غیر موصی عہدیداران کو وصیت کرنے کی تحریک پر مبنی خط تحریر کر دیا جائے۔

-6 2016ء کو وصیت کے سال کے طور پر منایا جائے اور اجلاسات عام میں وصیت کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔

-7 موصی انصار اپنے اہل خانہ و اولاد کو نظام وصیت میں شامل کرنے کی کوشش کریں نیز مؤثر افراد اس سلسلہ میں غیر موصی افراد کو نظام وصیت میں شامل کرنے کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔

-8 نظام وصیت کے بارہ میں M.T.A کے تعاون سے ایک ڈاکومنٹری تیار کروائی جائے جسے M.T.A کے علاوہ مجالس میں اجلاسات عام کے دوران بھی دکھایا جائے۔

-9 جو انصار وصیت کرنے کا ارادہ ظاہر کریں انہیں نہ صرف وصیت فارم مہیا کئے جائیں بلکہ انہیں پُر کرنے کی راہنمائی اور ضروری جماعتی کارروائی کروانے کیلئے عہدیداران اس کی معاونت بھی کریں۔

-10 نظام وصیت کی اہمیت اجاگر کرنے اور غیر موصیان سے رابطہ کرنے کیلئے مرکزی سطح پر ممبران عاملہ اور دیگر نمائندگان انصاراللہ مثلاً مربی صاحب اصلاح وارشاد و انسپکٹران مال مجالس کے دورہ جات کے دوران خصوصی توجہ دلائیں۔ مجلس شوریٰ نے سب کمیٹی کی سفارشات بابت تجویز نمبر 1 منظور کئے جانے کی سفارش کی۔ محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان کی طرف سے سفارشات مجلس شوریٰ حضور انور کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریر فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے'' آمین

مرتبہ: مکرم مدثر احمد مشرف صاحب ناظم تشخیص جائیداد موصیان

نظامِ وصیت کی غرض و غایت ۔ مالی قربانی و اصلاحِ نفس

حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے سلسلہ کے ارشادات کی روشنی میں

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے متواتر اپنے وصال کی وحی اور خبر پانے کے بعد دسمبر 1905 میں ''رسالہ .....'' تصنیف فرمایا ۔اس رسالہ میں آپؑ نے اپنے بعد خلافت کے قیام کی بشارت دی نیز خدا تعالیٰ کے اذن اور وحی سے نظامِ وصیت کا قیام فرمایا ۔اس جگہ نظامِ وصیت کا ذکر مقصود ہے۔

خدا تعالیٰ کے اذن اور وحی سے قائم ہونے والے اس نظام کی بنیادی غرض مامور من اللہ کی بعثت کی اغراض کی تکمیل ہے ۔پس اس نظام کا قیام ہم پر بعض ذمہ داریاں عائد کرتا ہے جن میں سے درج ذیل دو اہم ترین ذمہ داریوں کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور خلفائے سلسلہ کے ارشادات پیش ہیں :۔

1- مالی قربانی کے عہد کو اخلاص اور تقویٰ کے ساتھ نبھانے کی کوشش کرتے رہنا

2- اصلاح نفس اور دینی و اخلاقی معیار مسلسل بلند کرنے کی کوشش کرتے رہنا

مالی قربانی کے عہد کو اخلاص اور تقویٰ کے ساتھ نبھانے کی کوشش کرتے رہنا

ارشادات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

الوصیت کی دوسری شرط: ''چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اِس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں ۔اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں ۔اور سب کو بجالانا ہوگا''

دوسری شرط یہ ہے کہ : ''تمام جماعت میں سے اِس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیّت کرے جو اُس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت (دین) اور (دعوت الی اللہ) احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیّت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے ۔لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔''

اجلاس اوّل مجلس معتمدین کی شق نمبر 6: اجلاس اوّل مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان منعقدہ 29 جنوری 1906 میں طے پانے والے امور میں سے شق نمبر 6 ہے کہ:''جو احباب کوئی جائیداد نہیں رکھتے مگر آمدنی کی کوئی سبیل رکھتے ہیں وہ اپنی آمدنی کا کم از کم 1/10 حصہ ماہوار انجمن کے سپرد کریں ......لیکن ان کو وصیّت کرنی ہوگی کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے متروکہ کی کم از کم 1/10 حصہ کی مالک انجمن ہو''

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

خدا سے اپنے معاملات درست کریں:۔ ’’جب ہم دنیا میں مالی قربانی پر نظر ڈالتے ہیں تو دو قسم کی مالی قربانی دکھائی دیتی ہے اور قسموں کے علاوہ ایک جہت سے اسے ہم دو قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں ۔اول وہ مالی قربانی جو خالصۃً للہ کی جاتی ہے، جو تقویٰ پر مبنی ہوتی ہے ۔اس کے متعلق الٰہی قانون یہ ہے کہ وہ تھوڑی بھی ہو تو خدا کی نظر میں بے شمار کے طور پر مقبول ہو گی ۔اور ایک مالی قربانی وہ ہے جو دنیا کے دکھاوے کے لئے یا دیگر اغراض کی خاطر کی جاتی ہے ۔وہ اگر سونے کے پہاڑوں کے برابر بھی ہو تو وہ نامقبول ہو گی ......پس اس آیت کے مضمون کو اس رنگ میں سمجھنے کے بعد ہمیں اپنے چندوں کو نکھارنے کے لئے دو بہت ہی اہم گر مل گئے ۔اول یہ کہ جب ہم خدا کی راہ میں کچھ پیش کریں تو اپنے نفس کو خوب کھنگال کر، ہر غیر اللہ کے تصور سے پاک کرنے کے بعد خدا کے حضور پیش کریں ۔نہ اس میں ریاء کا شائبہ ہو نہ اور کسی قسم کی نفس کی ملونی ہو ۔کوئی دھوکہ نہ ہو تقویٰ سے گری ہوئی کسی قسم کی کوئی بات نہ ہو ۔صاف ستھرا کر کے جس طرح مالی اپنا پھل سجا کر منڈی میں لے کر جاتا ہے جس طرح زمیندار بعض دفعہ شلغم دھو دھو کر اس کی سفیدی نکھار کر منڈی میں لے کر جاتا ہے ۔اس طرح اپنے اعمال کو خوب نکھار کر اس کا گند دھو کر پھر خدا کے حضور میں مالی قربانی پیش کرو اور وہ جو یہاں مقبول ہو جائے گی وہ وہاں ضرور مقبول رہے گی ۔اس کے بدلے یقیناً گناہ معاف کئے جائیں گے ۔اس کے بدلے یقیناً خدا تعالیٰ کے اور کثرت سے انعامات کی بارش نازل ہو گی ......اس لئے **میں موصیان کو نصیحت کرتا ہوں کہ ابھی وقت ہے زندگی میں خدا تعالیٰ سے اپنے معاملات درست کر لینے کا** ۔اگر اس دور میں آپ نے اپنے معاملات درست نہ کئے یا بعض باتیں مخفی رکھیں اور کسی پہلو سے بھی تقویٰ کے معیار پر پورا نہ اترے تو یہ وہم وگمان دل سے نکال دیں کہ قیامت کے دن آپ اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے بدلے اس دنیا کی مالی قربانیاں پیش کریں گے ۔یہاں کھاتے میں جو کچھ مرضی لکھا ہوا ہو یہ دفتر وصیت کا کھاتہ وہاں منتقل نہیں ہو گا‘‘

اپنی قربانی کو تقویٰ کے کم سے کم معیار کے اوپر تو لے کر آئیں: ’’بعض معاملات علم میں ایسے آتے ہیں کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت صاحب جائیداد ہے لیکن وہ اپنی جائیداد کو اپنی زندگی میں اپنے بچوں کے نام پر خرید رہا ہوتا ہے جو موصی نہیں ہے یعنی یہ نہیں کرتا کہ میں اپنے نام لے کر پھر منتقل کراؤں کیونکہ اس طرح وہ پکڑا جاتا ہے ۔وہ سمجھتا ہے قانون کی زد میں آجاؤں گا اور کہا جائے گا تم نے وارث کے نام جائیداد منتقل کی ہے اس لئے اس میں حصہ وصیت دو ۔اس لئے شروع سے ہی خریدتے ہی دوسرے کے نام پر ہیں ۔لکھوکھہا روپیہ کی جائیداد زندگی میں بن رہی ہوتی ہے لیکن بحیثیت موصی کے وہ یا تہی دامن رہتا ہے یا اور بہت معمولی سا جو اس نے پہلے لکھوایا تھا بس وہی کچھ اس کا خزانہ باقی رہتا ہے ۔عجیب بات ہے یہ وہم ،یہ گمان کیسے اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے کہ وہ پکڑا نہیں جائے گا ۔اللہ تعالیٰ نے معاملہ کرنا ہے قیامت کے دن اور اسی اصول کے تابع کرنا ہے جو میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی زبان میں پیش کیا ہے ۔جس وقت اس نے یہ حرکت کی اور کجی دکھائی تو وہ پکڑا گیا اور اگر نظام جماعت کے سامنے کوئی ایسا واقعہ آئے تو پھر بھی اس کے لئے کوئی بچنے کی صورت نہیں ہے ۔اور بھی کئی قسم کے نقائص ہیں ۔تاجر یہ حرکت کرتے ہیں کہ اپنے سارے اخراجات تجارتی کمپنیوں پر ڈال دیتے ہیں اس سے ٹیکس بھی بچتا ہے اور وصیت بھی بچ جاتی ہے ۔اور اپنے نام ایک سرسری سی رقم رکھ لیتے ہیں کہ ہم مہینہ میں پانچ سو روپے گھر لے کر گئے تھے اور وصیت پانچ سو روپے پر ۔لکھ چکے ہیں، ہزارہا روپیہ ان کا ہفتہ کا خرچ ہو رہا ہوتا ہے، اولادیں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہوتی ہیں، ہر قسم کی نعمتیں حاصل ہیں مگر سب کے سب یا اکثر حصہ وہ کسی نہ کسی کمپنی کے نام کے اوپر کسی حساب میں وصول کیا جا رہا ہوتا ہے ۔حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ چاہے ڈائریکٹر کے نام لکھ دو یا بچوں کے نام پر جو چاہو کرو، کمانے والے کی اپنی کمائی

ہے۔اللہ کو علم ہے کہ کس کی کمائی ہے اور وہ اگر دنیا کے قوانین سے استفادہ کی خاطر یہ حرکتیں کرتا ہے تو بعض دفعہ دنیا کا قانون اجازت بھی دیتا ہے لیکن خدا کے قانون کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا، وہ دنیا کے قانون کے تابع نہیں ہے، وہ الگ معاملہ کرے گا۔اس لئے ایسے لوگ بھی بعض دفعہ جب نظر پڑتی ہے ان خامیوں کی طرف تو یہ عذر پیش کر دیتے ہیں کہ اچھا جی اب ہم اپنا سابقہ دینے کیلئے تیار ہیں یا بعضوں نے تھوڑی جائیداد لکھوائی اور بعد میں جب جائیداد مخفی معلوم ہوئی تو اولاد نے کہہ دیا کہ اچھا ہم اس جائیداد پہ بھی دے دیتے ہیں۔اب نظام وصیت والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصیت کے نظام پر ظلم کریں گے اگر ایسا کروڑ روپیہ بھی وصول کرلیں اور وصیت کو بحال کریں کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی نے عمداً اخفا کیا تھا تو تقویٰ کے اس معیار سے گر گیا جس پر وصیت قبول کی جاتی ہے۔پھر یہ بحث ہی نہیں رہے گی کہ کتنا روپیہ اس کی اولاد دینے کے لئے تیار ہے۔اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں مالی معاملات میں خدا تعالیٰ سے بددیانتی کر رہا تھا، چھپا رہا تھا، جو خدا نے اس کو دیا تھا اس سے کم ظاہر کر رہا تھا واپسی کے وقت تو پھر یہ بحث ہی نہیں ہے کہ اس نے روپیہ دیا ہے یا نہیں دیا پھر تو اس کی وصیت منسوخ ہونی چاہئے۔اس لئے جب ایسے لوگوں کی وصیت منسوخ کی جاتی ہے تو پھر شور اٹھتا ہے۔بڑا ظلم ہو رہا ہے جماعت میں اس نے ساری عمر اتنا دیا، لاکھوں دیا اب فلاں ایک جائیداد تھی اس کی وجہ سے ایک جھگڑا کھڑا کر دیا گیا، خواہ مخواہ شور ڈالا گیا۔تو یہ بددیانتی ایک تو اس دنیا میں ہی ان کے لئے نقصان کا موجب بن گئی بہرحال۔آئندہ اعلیٰ معیار کے اوپر پرکھے جانے کا تو کیا سوال دنیا میں اس بددیانتی نے اولاد کو ضائع کر دیا، رشتہ داروں کے ایمان کو ہلاک کر دیا۔تو یہ تو دوہرے نقصان کا موجب بنی ہے۔اس لئے تقویٰ اختیار کرو اور **تقویٰ کا معنی یہ ہے ہر نقصان سے بچ کر چلو ایک یہ بھی معنی ہے۔ہر دینی نقصان سے بچ کر چلو۔اگر تم تقویٰ اختیار کرتے ہو تو پھر ہر جگہ فائدہ ہی فائدہ ہے ہر سودا ہی فائدے کا ہوگا** اور اگر وہاں ٹھوکر کھا گئے تو پھر جتنا مرضی دنیا میں خرچ کرو یا مرنے کے بعد جتنا چاہیں تمہاری اولادیں پیش کرتی چلی جائیں اس کا کوئی بھی فائدہ تمہیں حاصل نہیں ہوسکتا......اس لئے بجائے اس کے کہ نظام کی نظر بعض خامیوں پر پڑے اور پھر وہ اس کو پکڑے۔اپنے دل کا محاسبہ کریں، اپنے حالات کا محاسبہ کریں اور اپنی قربانی کو تقویٰ کے کم سے کم معیار کے اوپر تو لے کر آئیں۔آگے بہت بلند معیار ہیں۔آگے بہت ترقی کی منازل ہیں۔تقویٰ کے اندر باریک در باریک راہیں ہیں ان کو اختیار کرنے کے نتیجہ میں معمولی بھی خدا کے نزدیک اتنا بڑھتا ہے کہ حیرت میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے۔لیکن ادنیٰ معیار پر پورا اترنا تو بہرحال ضروری ہے''

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اپنا چندہ اپنی آمد میں سے ساتھ کے ساتھ ادا کرتے رہا کریں:''موصی صاحبان کے لئے میں یہاں کہتا ہوں، ان کو تو خاص طور پر اس بارے میں بڑی احتیاط کرنی چاہئے۔اس انتظار میں نہ بیٹھے رہیں کہ دفتر ہمارا حساب بھیجے گا یا شعبہ مال یاد کروائے گا تو پھر ہم نے چندہ ادا کرنا ہے کیونکہ پھر یہ بڑھتے بڑھتے اس قدر ہو جاتا ہے کہ پھر دینے میں مشکل پیش آتی ہے۔چندے کی ادائیگی میں مشکل پیش آتی ہے۔پھر اتنی طاقت ہی نہیں رہتی کہ یکمشت چندہ ادا کرسکیں۔اور پھر یہ لکھتے ہیں کہ کچھ رعایت کی جائے اور رعایت کی قسطیں بھی اگر مقرر کی جائیں تو وہ چھ ماہ سے زیادہ کی تو نہیں ہوسکتیں۔اس طرح خاص طور پر موصیان کی وصیت پر زد پڑتی ہے تو پھر ظاہر ہے ان کو تکلیف بھی ہوتی ہے اور پھر اس تکلیف کا اظہار بھی کرتے ہیں۔تو اس لئے پہلے ہی چاہئے کہ **سوچ سمجھ کر اپنے حسابات صاف رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے کئے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔** اور جب بھی آمد ہو اس آمد میں جو حصہ بھی ہے نکالیں، موصی صاحبان بھی اور دوسرے کمانے والے بھی جنہوں نے چندہ عام دینا ہے، اپنا چندہ اپنی آمد میں سے ساتھ کے ساتھ ادا کرتے رہا کریں''

آمد کو چھپائے بغیر بجٹ بنوانے چاہئیں ''اصل مقصد چندوں کا اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے، نہ کہ پیسہ اکٹھے کرنا ۔اس لئے بالکل صحیح طریق سے بغیر کسی چیز کو، اپنی آمد کو چھپائے بغیر، اپنے بجٹ بنوانے چاہئیں ...... بجٹ بہر حال صحیح آمد پہ بننا چاہئے''

اللہ کو حاضر ناظر جان کر چندہ دے: ''وصیت ایک ایسی تحریک ہے جس میں سب سے پہلے تقویٰ ہے ۔ایک موصی کا تقویٰ کا معیار سب سے زیادہ بلند ہونا چاہئے ۔اگر وہ اللہ کو حاضر ناظر جان کر چندہ دے رہا ہے کہ میرا، اتنا ہی معیار ہے تو پھر اس کے مطابق دے ۔کم آمد ہے تو کم دے، زیادہ آمد ہے تو زیادہ دے ۔جو بھی آمد ہے اس پر تقویٰ کے ساتھ دے ...... جو چھ ماہ کی شرط ہے یہ ایک انتظامی معاملہ ہے اور عموماً کسانوں وغیرہ کے لئے ہے جن کو فصل آنے پر آمد ہوتی ہے ۔باقی ہر شخص کو اپنی ماہانہ آمد پر ہر ماہ چندہ ادا کرنا چاہئے ۔جو مہینے کے مہینے کما رہا ہے اس کو ہر ماہ چندہ دینا چاہئے ۔جو لازمی ضروری چندے ہیں وہ بروقت دینے چاہئیں ۔**چندہ وصیت ہر ماہ نیک نیتی کے ساتھ اپنی آمد پر دینا چاہئے''**

اللہ تعالیٰ سے کئے عہد میں خیانت تو نہیں کر رہا؟ ''پس ہر موصی کو خود بھی ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کہیں تقویٰ سے ہٹ کر میں اپنی کسی آمد کو چاہے وہ معمولی سی کیوں نہ ہو ظاہر نہ کر کے اللہ تعالیٰ سے کئے عہد میں خیانت تو نہیں کر رہا؟ پس موصیان اور موصیات جماعت میں چندہ دینے والوں کا وہ گروہ ہے جس کے متعلق یہی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کے حصول کی کوشش کرنے والے ہیں اور ہر لحاظ سے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہیں جو اپنی آمد اور جائیداد کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی خوشی سے پیش کرتے ہیں ۔نیز اپنے اعمال پر نظر رکھنے والے ہیں اور اس کے لئے کوشش کرنے والے ہیں ۔اپنی عبادتوں کے معیار بلند تر کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں ۔اپنے اخلاق بہترین رنگ میں سنوارنے کی کوشش کرنے والے ہیں ۔حقیقی مومن بننے کی طرف ہر طرح سے کوشش کرتے ہوئے قدم بڑھانے والے ہیں ۔اللہ کرے کہ ہر موصی اسی جذبہ سے وصیت کرنے والا اور اس کو قائم رکھنے والا ہو''

اصلاح نفس اور دینی و اخلاقی معیار مسلسل بلند کرنے کی کوشش کرتے رہنا

ارشادات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تقویٰ و طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو: ''یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام (دین حق) ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔اور (مومن) خدا کو ایک جاننے والا اور اُس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو''

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

دین کے سب احکام پر عمل کر رہا ہو: ''دسویں حصہ دینا نظام وصیت کا آخری قدم ہے پہلا نہیں ۔اس لئے ہمیں ایسے موصیوں کی ضرورت نہیں ہے کہ جو نمازوں میں سست ہوں ۔جو بد اخلاق ہوں ۔جو اپنے بھائیوں کے گناہ معاف کرنے کیلئے تیار نہ ہوں جن کی زبان بد لگام ہو جو خدا تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ کے ادنیٰ سے ادنیٰ معیار وصیت پر قائم نہ ہوں ۔وہ پیسے ہمارے لئے برکت کا موجب نہیں بلکہ ہمارے لئے لعنت کا موجب ہیں ۔خدا کو اور اس کی جماعت کو ایسے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے ۔اس لئے وصیت کی تحریک کرتے وقت

یہ بات اس شخص کے سامنے رکھی جائے کہ تمہیں اپنی زندگی کو بالکل بدلنا پڑے گا۔ تمہیں ایک نیا انسان بننا پڑے گا اور تمہیں بننا چاہئے کیونکہ جماعت میں تو شامل ہی اسی غرض کے لئے ہوئے ہو، پس تم وصیت کرو لیکن پہلے اپنے نفس کے سارے گندوں کو باہر نکالو اور دنیا کی ملونی اپنے دل سے باہر پھینکو اور اپنے روحانی جسم پر شیطانی داغوں کو دھو ڈالو اور پھر تم جہاں اور قربانیاں دو وہاں مال کی قربانی بھی دو۔ ایسا شخص تو پھر خود بخود وصیت کرتا ہے جو ہر طرح سے تیار ہو جاتا ہے۔ جس نے اپنے لئے دنیا کی کوئی خواہش ہی نہ رکھی ہو جس نے دنیا سے محبت بھی نہ کی جس کے دل میں ہر لحظہ یہ خیال ہے کہ کس طرح میں کوئی بھی قربانی کیوں نہ ہو میں وہ دے کر خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کروں اس کے لئے پیسے دینا تو معمولی چیز ہے۔ زیادہ قربانی یہ ہے کہ وہ دین کے سب احکام پر عمل کر رہا ہو۔ اور سینکڑوں احکام قرآن کریم نے دیئے ہیں۔ اس کے اندر یہ احساس ہو کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کرنی جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے خلاف ہو...... وصیت کا چندہ ایک فوری اور continous اظہار ہے اس روح کا جو ایک موصی کے جسم کو زندہ رکھ رہی ہے۔ پس جہاں وصیتیں کروانے کی طرف جماعت کو متوجہ کرنا چاہئے وہاں نئے وصیت کرنے والے اور جو پہلے موصی ہیں ان کو ہر وقت یہ یاد دلاتے رہنا چاہئے کہ اصل کام پیسے دینا نہیں۔ پیسے کی خدا کو کیا ضرورت ہے۔ قرون اولیٰ میں یہ نظام تو نہیں تھا لیکن وہ موصی ہی تھے جن میں سے کسی نے اپنا سارا مال لا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا تھا اور کسی نے اپنا نصف مال لا کر رکھ دیا تھا۔ جس نے نصف مال رکھا اس کے پیچھے بھی وہی روح کام کر رہی تھی جو روح اس شخص کے اس فعل کے پیچھے کام کر رہی تھی جس نے سارا مال لا کر رکھ دیا اور جب پوچھا گیا کہ پیچھے کیا چھوڑا تو کہا اللہ۔ تو جو شخص اپنے گھر میں اللہ رکھتا ہے جس شخص کے دل میں اللہ نے اپنا عرش بنا لیا ہے۔ جس کی روح اللہ کے انوار سے منور ہے جس کی زبان بے لگام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے اندر وہ اپنا کام کرتا ہے۔ وہ شخص موصی ہے اور اس کی مالی قربانی میں جماعت کے لئے برکت ہے۔ محض وصیت کا چندہ دے دینا اور یہ سمجھنا کہ وصیت کی جو بنیادی ذمہ داریاں ہیں اس سے غافل رہ کر بھی خدا تعالیٰ کی جنت میں چلے جائیں گے۔ یہ غلط ہے بنیادی ضرورتوں کو بہر حال پہلے پورا کرنا ہے اور آخری قدم ایسے انسان کا مالی قربانی ہے“

ہر گاؤں ہر جماعت میں موصیان ایک نمونہ کے طور پر ہوں: ”یہ جو مومنوں کی جماعت، غلبہ (دین حق) کی مہم میں شامل ہونے والی جماعت ہے ان کو اپنا مقام پہچاننے کے لئے اور اپنی ذمہ داریوں کا علم حاصل کرنے کیلئے ہر جگہ کچھ نمونوں کی ضرورت سمجھی گئی۔ میں اس طرح بھی بیان کر سکتا ہوں ایک مثال کے طور پر کہ ہر جماعت میں کچھ لوگ ہوں جو خاص طور پر ہر میدان میں زیادہ قربانیاں کرنے والے ہوں۔ دعا گو بزرگ ہوں۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے ہوں۔ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے۔ انسان اپنے زور سے تو نہیں کر سکتا۔ بہر حال ایسے اعمال صالحہ ہوں کہ ہر گاؤں میں ایک نمونہ کے طور پر ہوں اور ان کو دیکھ کے باقی جماعت بھی اپنے اس معیار کو قائم رکھے جس معیار کا قائم رکھنا جماعتی ذمہ داریوں کو نباہنے کیلئے ضروری ہے ...... اس کے لئے یہ نظام وصیت قائم ہوا ہے۔ **یہ قائدین کی جماعت ہے۔ یہ لیڈرز کی جماعت ہے۔ جماعت کے اندر ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو ساری جماعت کو آگے لے کر چلنے والے۔ سب سے مضبوط اپنے ایمانوں میں اور صاحب فراست اپنے اعمال میں اور سب سے زیادہ عاجزانہ دعائیں کرنے والے لوگ ہیں اور یہ خدا تعالیٰ سے خدا تعالیٰ کے پیار کو پانے والے چیدہ لوگوں کا گروہ ہے۔** جس طرح نمک کی

ڈار جب اڑ رہی ہوتو ان کی تیر کے پھل کی طرح کی flight کی شکل بنتی ہے جو سب سے زیادہ مضبوط تگ ہوتا ہے وہ سب سے آگے ہوتا ہے۔یہی حالت ایک موصی کی ہے ...... یہ موصیان کی جماعت ہے ...... یہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سب سے پیارے وجود ہوتے ہیں جو جماعت احمدیہ میں خود قربانیاں کرنے والے، کہنے والے کہ اس طرح قربانیاں کرو۔اپنے ماحول کے اندر دوسروں کو اپنے پیچھے لگا کے آپ آگے بڑھنے والے اور اپنے ساتھ دوسروں کو آگے بڑھانے والے ہوتے ہیں اگر اس کے برعکس ہوتا ہے تو پھر یہی ہوگا کہ ان کی وصیت منسوخ کردی جائے گی"

انسانیت کے استاد اور رہبر:"یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔یہی عورتوں کی آزادی فسق وفجور کی جڑ ہے۔جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا انکی اخلاقی حالت کا اندازہ تو کریں۔اگر اس آزادی اور بے پردگی سے ان کی **عزت** اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔آپ کہتے ہیں کہ ہماری جو **عورت** بے پردہ ہو جاتی ہے اس کی وصیت قائم رہے۔**حضرت** مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ وہ فسق وفجور کا دروازہ کھولنے والی ہے۔اس واسطے باقی جو ہیں **عورتوں** کی وصیت کے بارہ میں فیصلے وہ تو ہوتے رہیں گے بعد میں ...... لیکن آج یہ اعلان کردیا جائے کہ ہر **عورت** جو بے پردہ ہے اس کی وصیت منسوخ کی جاتی ہے اور ہر مرد جو خدا کا خوف نہیں رکھتا اور اپنے بھائی کو ایذا پہنچاتا ہے اس کا مال غبن کر کے، زبان کی تیزیوں کے ساتھ اس کو طعنے دے کر، اس کو حقیر سمجھ کر اور اپنے **آپ** کو کچھ سمجھ کر۔اس کی وصیت منسوخ کی جاتی ہے ...... جو لوگ ایسے نمایاں طور پر ہمارے سامنے آجائیں یہ نہیں کہ بدظنی کر کے **آپ** ایک دوسرے کے اوپر ایک اور قسم کی الزام تراشی شروع کردیں ...... بڑا اہم کام ہے جو ہمارے سپرد ہے اور اس اہم کام کے ایک نہایت اہم موڑ کے اوپر ہم پہنچ چکے ہیں اور غلبہء (دین حق) کی صدی جو میرے نزدیک (میں بھی انسان ہوں، غلطی بھی کر سکتا ہوں میں نے بڑا سوچا۔دعائیں کیں اسی **بات** پر میرا انشراح صدر ہے کہ) جو جماعت احمدیہ کی دوسری صدی ہے، وہ صدی انشاءاللہ تعالیٰ غلبہ (دین حق) کی صدی ہے۔جماعت اس کے لئے تیاری کرے وہ غلبہ (دین حق) کی اگر صدی ہے تو **انسانیت کے تم استاد ہو گے اور رہبر ہو گے**۔کچھ کئے بغیر کیسے رہبر بن جاؤ گے اگر تم نہ سوچو گے نہ سمجھو گے نہ قرآن کریم پڑھو گے نہ بچوں کو پڑھاؤ گے نہ اپنی روحوں کو پاک کرو گے نہ خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرو گے نہ اس کے پیار کو حاصل کرو گے نہ دنیا کے لئے نشان بنو گے تو پھر کیسے ان کے قائد بن جاؤ گے"

الوصیت کی روح:"جماعت کے اندر ایک ایسا گروہ پیدا کرنا مقصود ہے جو با اخلاق ہو، دین حق کی تعلیم پر عمل کر رہا ہو۔دلوں کا حال اللہ جانتا ہے۔ظاہر میں ہم اس سے یہ مطلب لیں گے کہ ہماری نگاہ اس کے اندر بنیادی طور پر کوئی کمزوری نہیں دیکھتی۔مثلاً باقاعدہ نمازیں پڑھتا ہے۔جو (دین) نے اس کو رعائتیں دی ہیں مثلاً ایک آدمی باہر کام کرتا ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اپنے محلے کی (بیت الذکر) میں آ کے نماز پڑھے۔وہ رستے میں اگر کہیں راجباہ ہے تو اس کے کنارے پر نماز پڑھ سکتا ہے۔خوش معاملگی جو ہے اس کی دوسروں کے ساتھ اس کے معاشرتی تعلقات جو ہیں ان میں وہ (دینی) اصول توڑتا نہیں۔کسی کو دکھ نہیں پہنچاتا، توحید پر پوری طرح قائم ہے، کسی قسم کا شرک نہیں کرتا۔(یہ شق نمبر 3 کے اندر آیا ہے شروع میں **حضرت** مسیح موعودؑ نے تین بنیادی شقیں دی ہیں یہ نمبر 3 ہے)اور اس کے ساتھ نمبر 2 شق یہ ہے کہ وہ مالی لحاظ سے ایسی قربانی کرتا ہے جو اس احمدی میں اور ایسے احمدی میں جو باقی بہت سارے ہیں جنہوں نے وصیت نہیں کی، ان کے درمیان ما بہ الامتیاز پیدا کرتا ہے"

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تقویٰ کے معیار نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں: ”حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے رسالہ...... میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا اجراء اور دوسرے اپنی وفات پر آپ کو یہ فکر پیدا ہوا کہ ایسا نظام جاری کیا جائے جس سے افراد جماعت میں تقویٰ بھی پیدا ہو اور اس میں ترقی بھی ہو اور دوسرے مالی قربانی کا بھی ایسا نظام جاری ہو جائے جس سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور جماعت کی مالی ضروریات بھی باحسن پوری ہو سکیں۔ اس لئے وصیت کا نظام جاری فرمایا تھا۔ تو اس لحاظ سے میرے نزدیک میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ **نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق** ہے اور ضروری نہیں کہ ضروریات کے تحت پہلے خلفاء جس طرح تحریکات کرتے رہے ہیں، آئندہ بھی اسی طرح مالی تحریکات ہوتی رہیں بلکہ نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہو جانا چاہئے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے پیدا ہوتے رہیں۔ جب اس طرح کے معیار قائم ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خلافت حقہ بھی قائم رہے گی اور جماعتی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ کیونکہ متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا ایک بہت بڑا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کی توفیق دے اور ہمیشہ خلافت کی نعمت کا شکر ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں اور کوئی احمدی بھی ناشکری کرنے والا نہ ہو۔ کبھی دنیاداری میں اتنے محو نہ ہو جائیں کہ دین کو بھلا دیں“

وصیت اور اولاد کا مستقبل

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

”میں سمجھتا ہوں اگر ایک شخص اپنی موت کا نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے لائے اور اپنی حالت پر نظر کرے تو اسے معلوم ہو کہ مجھ سے بے شمار غلطیاں اور کمزوریاں سرزد ہو چکی ہیں۔ اب مرنے کے وقت تو مجھے خدا تعالیٰ سے صلح کر لینی چاہئے۔ یہ خیال کر کے خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ دے دینا بھی اس کے لئے دوبھر نہیں ہو سکتا دیکھو جو شخص خود جائیداد پیدا کرتا ہے۔ اُسے یہ بھی امید رکھنی چاہئے کہ اس کی اولاد بھی ایسی ہی ہو گی کہ جائیداد بڑھائے گی۔ جو شخص اس بات سے ڈرتا ہے کہ اگر میں وصیت میں جائیداد دے دوں گا تو اولاد کیا کھائے گی۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی اولاد نالائق ہو گی۔ ایک شخص جس کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس نے کوشش کر کے کئی ہزار کی جائیداد پیدا کر لی تو اسے امید رکھنی چاہئے کہ اس کی اولاد اس سے بھی بڑھ کر ترقی کرے گی اور اسی رنگ میں اولاد کی تربیت کرنی چاہئے کہ وہ دنیا میں ترقی کر سکے۔ ورنہ جو اولاد کی اس طرح تو تربیت نہیں کرتا اور یہ سمجھتا ہے۔ جو کچھ میں نے کمایا ہے اسی پر اولاد کا گزارہ ہو گا، وہ اپنی اولاد کو نالائق سمجھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے...... بندہ میرے متعلق جیسا خیال کرتا ہے میں ویسا ہی کر دیتا ہوں۔ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ ہماری اولاد نکمی اور نالائق ہو گی۔ ہم جو دے جائیں گے اور اسی پر اس کا گزارہ ہو گا۔ اسے بڑھا نہیں سکے گی۔ تو خدا تعالیٰ ایسی اولاد سے یہی معاملہ کرے گا کہ اسے نالائق بنا دے گا۔ لیکن اگر **یہ خیال ہو کہ ہماری اولاد ہم سے بھی زیادہ ہوشیار اور قابل ہو گی اور دین کی خدمت کرنے میں ہم سے بھی بڑھ جائے گی تو میں سمجھتا ہوں، ایسی اولاد کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا۔ کسی خدا کے بندہ کا قول ہے کہ کسی سچے مومن کی سات پشتوں تک کسی کو سوال کرتے نہیں دیکھا جائے گا“**

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

مقبرہ بہشتی کا حقیقی مقام

دینداری اور قربانی کی شرط پوری کرنے والا خدا کے فضل سے یقیناً جنتی ہے

ایک صاحب نے جو مخلص اور دیندار ہونے کے باوجود جلد بازی میں ذاتی ریمارک پاس کرنے کے عادی ہیں ایک ایسے شخص کے متعلق جو فوت ہو کر مقبرہ بہشتی میں دفن ہو چکا ہے دوران گفتگو میں اس قسم کے ریمارک کئے کہ اس میں یہ یہ عیب تھا۔ اور جب حاضر الوقت اصحاب میں سے ایک شخص نے انہیں ٹوکا کہ ایسے فوت شدہ شخص کے خلاف اس قسم کے ریمارک کرنا جو فوت ہو کر مقبرہ بہشتی میں دفن ہو چکا ہے بہت نامناسب اور خلافِ تعلیم (۔) اور خلافِ تعلیم احمدیت ہے تو کہا جاتا ہے (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ) کہ ان صاحب نے حسبِ عادت جلدی سے فرمایا کہ اگر وہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہو چکا ہے تو پھر کیا ہوا وہ کبھی بھی اپنے فلاں فلاں عیب کی وجہ سے بخشا نہیں جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

اگر یہ رپورٹ درست ہے (اور میں یہ بات اگر کے الفاظ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں) تو نہ صرف اخلاقاً اور شرعاً بہت قابلِ اعتراض ہے بلکہ نظامِ وصیت کی بشاراتِ ربانیہ کے بھی قطعی طور پر خلاف اور سخت قابلِ ملامت ہے۔ کیونکہ اول تو حدیث میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح ارشاد ہے کہ اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ یعنی اے مومنو! تم اپنے فوت ہونے والے بھائیوں اور بہنوں کا ذکر ہمیشہ خیر کے رنگ میں کیا کرو۔ اور اگر بالفرض ان میں کوئی کمزوری بھی تھی تو اسے حوالہ بخدا کرتے ہوئے اس کے ذکر سے اجتناب کرو۔ پس ان صاحب کی پہلی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے ایک فوت شدہ احمدی کے ذکرِ خیر کو ترک کر کے ذکرِ شر کا رستہ اختیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صریح ارشاد کے خلاف قدم مارا کہ اپنے مرنے والوں کو ذکرِ خیر سے یاد کیا کرو۔

علاوہ ازیں **کسی شخص کی نیکی یا کمزوری کا حقیقی علم صرف خدا کو ہے جو علام الغیوب ہے**۔ اور وہ اس بات کو بھی جانتا ہے کہ کسی انسان کی نیکیوں اور کمزوریوں میں سے کس کو غلبہ حاصل ہے۔ انسان کی نظر اس معاملہ میں دھوکا کھا سکتی ہے لیکن خدا کبھی دھوکا نہیں کھاتا۔ کیونکہ وہ دلوں کے پوشیدہ خیالات اور مخفی نیکیوں اور مخفی بدیوں تک کو جانتا ہے۔ پس عقلاً بھی ایسے معاملات میں امن اور سلامتی کا طریق یہی ہے کہ انسان اپنے مرنے والے بھائی یا بہن کے متعلق حسن ظنی سے کام لے اور اپنی زبان کو بدگوئی سے بچا کر رکھے۔ کیونکہ بدگمانی اور بدگوئی ہر حال میں بہت بری اور مکروہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے — ڈرتے رہو عقاب خدائے جہان سے
شائد تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا — شائد وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے وہ بدنما
شائد تمہارے فہم کا ہی کچھ قصور ہو — شائد وہ آزمائش ربِّ غفور ہو
بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار — تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار

پس تم بچاؤ اپنی زباں کو فساد سے ڈرتے رہو عقوبتِ ربّ العباد سے
دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا
وہ اک زباں ہے عضوِ نہانی ہے دوسرا یہ ہے حدیث سیّدنا سیّدالوریٰ

(درثمین اردو)

مگر اس معاملہ میں سب سے بڑی بات جو اعتراض کرنے والے صاحب کے قول کو سخت بھیانک صورت دے دیتی ہے وہ نظام وصیت کی خلاف ورزی سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ سب دوستوں کو علم ہے **حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وصیت کا نظام خدا تعالیٰ کے خاص ارشاد اور خاص بشارات کے ماتحت قائم کیا تھا اور اس کے لئے دین داری اور نیکی اور مالی قربانی کی شرط لگائی تھی** اور خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ جو لوگ ان شرائط کو پورا کر کے جماعتی نظام کے ماتحت مقبرہ بہشتی میں داخل ہوں گے وہ خدا کے فضل سے یقیناً جنت میں جائیں گے۔ اور اگر ان میں کوئی کمزوری بھی ہوگی (کیونکہ کوئی نہ کوئی کمزوری کم وبیش اکثر انسانوں میں ہوتی ہے) تو اللہ تعالیٰ ان کی نیکی اور قربانی اور اپنی ذرہ نوازی کی وجہ سے ان سے عفو اور بخشش کا سلوک فرمائے گا اور انہیں اپنے فضل سے جنت میں جگہ دے گا۔ اور اسی لئے اس مقبرہ کا نام خدائی بشارت کے ماتحت بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ ...... میں صراحت اور وضاحت سے فرماتے ہیں کہ:

”ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں ......اس قبرستان کے لئے (خدا کی طرف سے) بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْهِ کُلُّ رَحْمَةٍ۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو (علیٰ قدر مراتب) اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں“

اس زبردست خدائی بشارت کے ہوتے ہوئے جو شخص مقبرہ بہشتی کے کسی مدفون مرد یا مدفون عورت کے خلاف طعن اور اعتراض کی زبان کھولتا ہے وہ یقیناً ایک خطرناک غلطی کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ وہ خدائی نظام وصیت پر بھی ایک ایسی ضرب لگاتا ہے جس کے نتیجہ میں نہ صرف خدا تعالیٰ کی غیر معمولی بشارتوں پر زد پڑتی ہے۔ بلکہ نظام وصیت کے متعلق بھی جماعت میں بددلی کا رستہ کھلتا ہے اور اس کی کشش کو سخت دھکا لگتا ہے۔ پس اس شخص کو توبہ کرنی چاہئے ورنہ وہ یقیناً خدا کے حضور خطاکار شمار ہوگا۔ بے شک جیسا کہ میں نے اوپر اشارہ کیا ہے کوئی نہ کوئی کمزوری اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہے اور خدا کے خاص الخاص لوگوں یعنی نبیوں وغیرہ کے سوا کوئی شخص بھی کمزوریوں سے کلیتہً پاک نہیں۔ اور ہوسکتا ہے بلکہ بالکل ممکن ہے کہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے والوں میں سے بھی بعض لوگوں میں کم وبیش کمزوریاں پائی جاتی ہوں۔ مگر جب خدا نے جو عفو وغفور ہے اپنے وعدہ کے مطابق انہیں اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانک لیا اور ان کی کمزوریوں سے درگزر فرمایا اور ان کا انجام اچھا ہوگیا تو اس خوش قسمت جماعت کے خلاف زبان کھولنا اور انہیں ان کے مرنے اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کے بعد ناگوار طعن کا نشانہ بنانا ایسی جسارت ہے جو سچی توبہ کے سوا ہرگز معاف نہیں ہوسکتی۔ پس میں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں کہ خدا سے ڈرو اور اپنے مرنے والوں اور مقبرہ بہشتی میں جگہ پانے والوں پر اعتراض کر کے اپنی عاقبت کو خطرہ میں نہ ڈالو اور دوسروں کے عیب گننے کی بجائے خود اپنے انجام کی فکر کرو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس حکیمانہ شعر کو کبھی نہ بھولو کہ:

بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار

خود میرا یہ حال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان متضرعانہ دعاؤں کے باوجود جو حضور نے اپنی اولاد کے متعلق فرمائی ہیں ۔اور پھر ان خدائی بشارتوں کے باوجود جو حضور کو اپنی اولاد کے متعلق خدا کی طرف سے ملتی رہی ہیں ۔اور پھر اس بات کے بھی باوجود کہ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل وعیال کو وصیت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے ۔میں ہمیشہ اپنے انجام سے متعلق خائف رہتا اور خدا سے بخشش کی دعا مانگتا رہتا ہوں ۔اور آنحضرت ﷺ کا یہ پیارا قول کبھی میری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتا کہ حقیقتاً نجات خدا کے فضل سے ہے نہ کہ انسان کے اپنے عمل سے ۔میرا اصل مضمون تو اس جگہ ختم ہو گیا مگر ایک ضمنی سوال کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے ۔وہ یہ کہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی خاص جگہ میں دفن ہونا انسان کو جنتی بنا دے جبکہ اخروی نجات خدا کے فضل پر موقوف ہے ۔اور انسان کی نیکی اور دینداری اس کے فضل کی جاذب بنتی ہے؟ سو اس کے متعلق اچھی طرح خیال رکھنا چاہئے کہ ہمارا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ مقبرہ بہشتی کی مٹی کسی شخص کو جنتی بنا دیتی ہے بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بار بار صراحت فرمائی ہے ۔چونکہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کیلئے نیکی اور دینداری اور قربانی کی شرط مقرر کی گئی ہے ۔اس لئے مقبرہ بہشتی کے تعلق میں خدا تعالیٰ ایسا تصرف فرماتا ہے کہ وہی شخص اس مقبرہ میں دفن ہوتا ہے جو خدا کے علم میں جنتی ہوتا ہے ۔پس مقبرہ بہشتی کی مٹی کسی کو جنتی نہیں بناتی بلکہ اس کے برعکس وہی شخص اس مقبرہ میں دفن ہونے میں کامیاب ہوتا ہے جو خدا کے علم میں اپنی دین داری اور نیکی کی وجہ سے جنتی ہوتا ہے ۔اور اس کی نیکیوں کو اس کی کمزوریوں پر غلبہ حاصل ہوتا ہے ۔چنانچہ کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ ایک شخص بظاہر موصی ہونے کے باوجود اپنی کسی مخفی بے دینی کی وجہ سے مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے سے محروم ہو گیا ۔دوسری طرف ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ جو شخص مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو وہ نعوذ باللہ جنتی نہیں ۔کیونکہ مقبرہ بہشتی کے علاوہ بھی خدائی رحمت کا دروازہ کھلا ہے ۔بلکہ ہمارا عقیدہ صرف یہ ہے کہ اس مقبرہ میں دفن ہونے والا خدا کے فضل سے جنتی ہے ۔اور اگر اس میں کوئی کمزوری ہے تو خدا تعالیٰ اپنی ذرہ نوازی سے اس سے عفو اور بخشش کا سلوک فرماتا ہے ۔جو شخص اس زمانہ میں اپنے لئے خدائی بخشش کو یقینی بنانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ دین داری اور قربانی کی شرط پوری کرتے ہوئے وصیت کے نظام میں داخل ہو جائے ۔کیونکہ مادیت کے اس زمانہ میں یہی امن اور سلامتی کا یقینی حصار ہے ۔

برگزیدہ لوگوں کی قبریں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی ۔ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے ۔پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی ۔تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے ۔اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا ۔اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں‘‘

بشکریہ دفتر وصیت مجلس کارپرداز

رفقاء حضرت مسیح موعودؑ کی نظام وصیت میں شمولیت کے ایمان افروز واقعات

حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کی وصیت:

حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب نے اپنے آقا سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں درخواست کی کہ:

''اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں ۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں ۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے ۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا''

آپ نے اپنے آقا سے کئے اس عہد کو نبھایا اور ایسا خوب نبھایا کہ آقا نے خود آپ کے حق میں گواہی دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

''مولوی حکیم نوردین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی (دین حق) میں عجیب شان رکھتے ہیں ۔ کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا ان میں جن کے دلوں پر ان کی صحبت کا اثر ہے ...... جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں''

نیز فرمایا:

''ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے کلمہ (دین حق) کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں ۔ ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہوا ہے اس کے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے ۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہیں ہر وقت اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں''

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی آپ کے حق میں اس گواہی کے بعد یہ کہنا ہرگز غلط نہ ہوگا کہ آپ نظام وصیت کے آغاز سے قبل

ہی نظام وصیت میں شامل تھے تاہم آپ نے مقبرہ بہشتی کی وصایا کے ماتحت اپنی زرعی زمین جو بھیرہ میں تھی اور اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن احمدیہ کو ہبہ کر دی تھی۔ اور اپنے مکانات جو قادیان اور بھیرہ میں تھے اور کتب خانہ وقف علی الاولاد کر دیا تھا۔

حضرت بابا محمد حسن صاحب کی وصیت کا واقعہ

آپ اپنی وصیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''میں دفتر ریویو آف ریلیجز اردو میں، دفتری کا کام کرتا تھا۔ ایک روز حضرت مسیح موعودؑ نے آدھی رات سے ایک مضمون لکھنا شروع کیا اور پریس میں کاپی نویسوں کو حکم دیا کہ باقی سب کاموں کو چھوڑ دو اور اس مضمون کو لکھو، تا کہ یہ مضمون آج ہی چھپ جائے۔ یہ کتاب ...... تھی چنانچہ یہ کتاب چھپنی شروع ہوگئی اور میں نے اللہ دتا مددگار کارکن کو ساتھ لیا اور جلدی جلدی فرمے وغیرہ بنانا شروع کر دیئے۔ میر مہدی حسن صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ جس طرح ہو سکے مجھے ایک نسخہ آج ہی تیار کر دو۔ یہ کونسی کتاب ہے جو چھپوائی جارہی ہے۔ میں نے میر مہدی حسن صاحب سے کہا پہلے شائع کرنا منع ہے مگر انہوں نے کہا میں صبح ہی آپ کو لا دوں گا شائع نہ کی جائے گی۔ پھر میں نے دو نسخے کتاب کے تیار کئے ایک نسخہ میں رات کو خود لے گیا اور ایک میر مہدی حسن صاحب کو دیا۔ میر صاحب کا مجھے علم نہیں انہوں نے کیا کیا۔ مگر میں نے رات کو ایک دفعہ ...... پڑھی پھر اکیلا بیٹھ کر (ترجمہ۔ تم ہرگز نیکی پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو) کی آیت مدنظر رکھ کر میں نے سوچا محمد حسن تم زمیندار کو نہری زمین پسند ہوتی ہے چنانچہ میں نے اپنی نہری زمین وقف کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر میرے دل میں آیا کہ قادیان میں تجھے کیا چیز پیاری ہے اس وقت قادیان میں مکان نہیں ملتے تھے مگر میں نے مکان خرید لیا ہوا تھا پس میں نے مکان کو بھی دین کے لئے وقف کرنے کا ارادہ کر لیا۔ میں اپنی زندگی دین کے لئے پہلے ہی وقف کر چکا تھا میں نے سوچا کہ اب تمہارے پاس کیا رہا اس خیال سے میرا دل نہایت خوش ہوا کہ میرا سب مال خدا کا مال ہو گیا اور میں نے اپنے پاس کچھ نہیں رکھا۔ صبح ہوتے ہی میں نے ایک دوست حافظ عبدالرحیم صاحب کو بلایا کہ یہ وصیت میری طرف سے لکھ دو۔ اس نے کہا کہ محمد حسن ابھی تو بالکل حکم وغیرہ نہیں ہوا تم یہ کیا کام کرتے ہو۔ میں نے کہا میں تم سے مشورہ نہیں چاہتا۔ میں نے تم کو ثواب کی خاطر لکھنے کے لئے کہا ہے ورنہ لکھنا مجھے بھی آتا ہے۔ پھر اس نے میری وصیت لکھ دی کہ میری زمین میرا مکان اور میری زندگی خدا کے لئے وقف ہے۔ یہ وصیت میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بھیج دی۔ اس وقت میں پہلی شرط وصیت سمجھ نہ سکا۔ مگر میرا یہ طریق تھا کہ میں کبھی کوئی عریضہ حضرت اقدس کی خدمت میں روانہ کرتا تھا تو اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ رقم بھیج دیتا۔ اس روز بھی اس وصیت کے ساتھ ایک روپیہ حضرت اقدس کی خدمت میں بھیجا۔ سنا گیا کہ جس وقت حضرت اقدس کی خدمت میں میری وصیت پہنچی تو اس وقت دفتر کے منشی کو حضور نے بلایا اور فرمایا کہ جلدی نیا رجسٹر لاؤ۔ وہ فوراً نیا رجسٹر لے گیا پھر حضرت اقدس نے میرا نام اس رجسٹر میں سب سے اول نمبر پر درج فرمایا اور وہ روپیہ جو میں نے وصیت کے ساتھ بھیجا پہلی شرط میں داخل کر دیا۔ اس طرح سب سے اوّل موصی میں ہوا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس روز جلسہ کر کے میری وصیت کے الفاظ اشاروں سے بتا دیئے اور فرمایا کہ جو شخص کسی کام کو پہلے کرتا ہے وہ سب کے درجے لے جاتا ہے پھر آہستہ آہستہ لوگوں نے وصیتیں کرنا شروع کیں''

حضرت میاں پیر محمد صاحب کی وصیت کا واقعہ

حضرت مولانا شیر علی صاحب کی سوانح ...... میں حضرت میاں پیر محمد صاحب کی وصیت کا واقعہ یوں تحریر ہے کہ:

''بشیر احمد تنگلی صاحب نے کراچی سے لکھا کہ میرے دادا جان حضرت میاں پیر محمد حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے (رفقاء) میں سے تھے حضرت مولانا شیر علی صاحب سے ان کے دوستانہ تعلقات بھی تھے۔ دادا جان ہمارے گاؤں تنگل خورد کی جماعت احمدیہ کے پریذیڈنٹ بھی تھے۔ 1946ء میں جماعت احمدیہ تنگل خورد نے گاؤں میں ایک نئی (بیت الذکر) بنانے کا پروگرام بنایا اور اس کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے حضرت مولانا شیر علی صاحب سے درخواست کی۔ حضرت مولانا فوراً تیار ہو گئے اور حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کے ہمراہ تانگہ میں بیٹھ کر ہمارے گاؤں آ گئے۔ انہوں نے پہلے (بیت الذکر) کا سنگ بنیاد رکھا اور اپنے ہاتھ سے کھجوریں تقسیم فرمائیں پھر دادا جان سے ملنے ہمارے گھر تشریف لے آئے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے میرے دادا جان سے فرمایا پیر محمد صاحب مجھے بے حد افسوس ہے کہ آپ نے آج تک وصیت کیوں نہیں کی۔ دادا جان نے کہا کہ بعض کمزوریوں کی وجہ سے ایسا نہ کر سکا ویسے ارادہ تو کئی بار کیا۔ حضرت مولانا شیر علی صاحب نے حضرت مولانا سرور شاہ صاحب دریافت کیا کہ کیا ان کی وصیت ہو سکتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کیوں نہیں یہ اس وقت بالکل ہوش میں ہیں۔ چنانچہ اس وقت کاغذ اور قلم، دوات منگوائی گئی اور دادا جان کی وصیت ضبط تحریر میں لائی گئی۔ اس کے بعد حضرت مولانا شیر علی صاحب نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بیٹوں کو اس وصیت کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کی واپسی پر دادا جان نے کہا کہ مجھے دعاؤں میں یاد رکھیں حضرت مولانا فرط مسرت سے بار بار اس بات کا ذکر کرتے اور کہتے مجھے آپ کی وصیت کی بڑی خوشی ہے۔ قریباً چودہ روز بعد میرے دادا صاحب فوت ہو گئے۔ انہیں بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں دفن کیا گیا۔ ہمارے گھر والے آج تک کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دادا صاحب کی وفات سے قبل دو فرشتے بھیجے تھے جو انہیں اٹھا کر بہشتی مقبرہ میں لے گئے''

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی وصیت کا واقعہ

(رفقاء احمد) میں آپ کی وصیت کا واقعہ یوں تحریر کیا گیا ہے کہ:

''حضرت بھائی جی تحریر کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں ...... شائع ہوئی میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے حکم کے ماتحت قادیان سے باہر تھا ...... مجھے حضور پرنور نے بھجوائی اور میں نے اسے پڑھتے ہی تعمیل کی اور وصیت لکھ کر اس میں 1/10 حصہ آمد اور 1/5 حصہ جائیداد متروکہ کی وصیت کر دی ...... سے میں نے جو کچھ سمجھا وہ یہی تھا کہ حصہ آمد اور جائیداد دونوں کی ہی وصیت لازمی ہے۔ میں نے مبلغ ایک سو روپیہ نقد بھی اسی ابتدائی زمانہ میں وصیت کے ساتھ بھیج دیا تھا۔ چونکہ اس زمانہ میں صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری اور کرتا دھرتا جناب مولوی محمد علی صاحب ہی تھے لہذا میں نے وصیت اور رقم انہی کے نام (بھجوا دی) ...... مگر مولوی صاحب نے اسے روکے رکھا اور روپیہ امانت میں جمع کرا دیا کیونکہ ان کے خیال میں میری وصیت کے متعلق (بعض امور) ...... قابل دریافت تھے۔ اس طرح میری وصیت باوجود بالکل ابتدائی وصایا میں ہونے کے 149 نمبر پر جا پڑی۔ میں واپس آیا جب جا کر میں نے روپیہ اور وصیت داخل کرائی۔ اسی سنہ وسال میں یعنی 1906ء میں۔ اس وجہ سے میری وصیت کا نمبر اتنی دور ہو گیا''

مکرم حنیف احمد محمود صاحب قائد تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان

نظام وصیت اور خلافت خامسہ

ہم اس دنیا میں روزانہ دیکھتے ہیں کہ زمین پر کچھ بیجنے، اُگانے یا کوئی پودا لگانے سے قبل کسان یا مالی زمین کو تیار کرتا ہے۔ بعینہٖ اللہ تعالیٰ کسی نبی، فرستادہ یا خلیفہ کو لانے سے قبل زمین تیار کیا کرتا ہے۔ خلافت خامسہ کے قیام سے معاً قبل مارچ 2003ء میں جماعت احمدیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ: ’’نظام وصیت ایک الٰہی نظام ہے جس کا اجراء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے مطابق اس نظام میں بکثرت احمدیوں کو شامل کرنے کی منصوبہ بندی کی جائے۔‘‘ اس تجویز کی بابت کئے جانے والے فیصلہ جات میں سے آخری شق نمبر 16 یوں تھی ’’2005ء کے سال کو جب نظام وصیت کو قائم ہوئے 100 سال ہو جائیں گے، وصیت کے سال کے طور پر منایا جائے …… جماعت احمدیہ کی تاریخ میں 2004ء کا سال ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جب ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورِ خلافت کے آغاز میں ہی وصیت کے آسمانی نظام کو وسیع کرنے کی تحریک کا اعلان فرمایا: یہ دراصل اس نظام کے اجراء پر 100 سال پورا ہونے سے قبل تیاری کے لئے ایک عظیم الشان روحانی پروگرام تھا۔ حضور نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے افتتاحی خطاب میں اس روحانی پروگرام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور انجام بخیر حاصل کرنے کے لئے ایک اور ذریعہ بھی ہے جو تمہیں نیکیوں پر قائم رہنے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے میں مددگار ہوگا بلکہ انتہائی اہم نسخہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہونگے اور حقوق العباد ادا کرنے کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہوں گے اور وہ ہے نظام وصیت۔ اس کی اہمیت کے بارے میں آپؑ (یعنی حضرت مسیح موعودؑ۔ ناقل) فرماتے ہیں کہ: ’’تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں‘‘

پس آپؑ نے وصیت کا نظام جاری کرتے ہوئے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے اوراس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ اور اس دروازے میں داخل ہو جاؤ‘‘

نظام وصیت، نظام خلافت کا ارہاص ہے: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’حضرت مصلح موعود (اللہ آپ سے راضی ہو) نے ایک وقت فرمایا تھا کہ تحریک جدید کا جو نظام ہے، تحریک ہے، یہ نظام وصیت کے لئے ارہاص کے طور پر ہے یعنی اس کی وجہ سے نظام وصیت بھی مضبوط ہوگا۔ یہ مالی قربانیوں کی عادت ڈالنے کی بنیاد ہوگی۔ یہ پیشرو ہے، یہ آگے چلنے والی چیز ہے، اطلاع دینے والا جو ایک دستہ ہوتا ہے اس طرح ہے۔ لوگوں کو اطلاع دیتا چلا جائے گا کہ ایک عظیم نظام اس کے پیچھے آ رہا ہے یہ نظام وصیت کہلائے گا۔ اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ نظام وصیت کے ساتھ نظامِ خلافت کا بھی بڑا گہرا تعلق ہے۔ اب اس نظام وصیت کے ساتھ ہی قربانیوں کے معیار بھی بڑھتے ہیں۔ تو پہلے قربانیوں کی عادت ڈالنے کے لئے تحریک جدید کا نظام ہی ہے۔ اور پھر ان قربانیوں کے معیار بڑھنے سے حقوق العباد کے ادا کرنے کے معیار بھی بڑھیں گے۔ پس جماعتیں اس طرف بھرپور توجہ دیں، خاص طور پر توجہ دیں تاکہ آئندہ نظام وصیت بھی مضبوط بنیادوں پر اس قربانی کی وجہ سے قائم ہو‘‘

آپ فرماتے ہیں: ’’…… میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے اور ضروری نہیں

کہ ضروریات کے تحت پہلے خلفاء جس طرح تحریکات کرتے رہے ہیں، آئندہ بھی اسی طرح مالی تحریکات ہوتی رہیں بلکہ نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہوجانا چاہئے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے پیدا ہوتے رہیں۔ جب اس طرح کے معیار قائم ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خلافت حقہ بھی قائم رہے گی اور جماعتی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ کیونکہ **متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا ایک بہت بڑا تعلق** ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کی توفیق دے اور ہمیشہ خلافت کی نعمت کا شکر ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں اور کوئی احمدی بھی ناشکری کرنے والا نہ ہو۔ کبھی دنیا داری میں **اتنے** محو نہ ہوجائیں کہ دین کو بھلا دیں‘‘

نظام وصیت اور نظام خلافت کے سو سال: 2005ء میں جہاں نظام وصیت کے قیام پر 100 سال پورے ہو رہے تھے وہاں ہجری قمری سن کے اعتبار سے نظام خلافت کے 100 سال بھی پورے ہو رہے تھے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے قادیان کے جلسہ سالانہ پر بنفس نفیس خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ دونوں لحاظ سے صدیوں کے پورا ہونے پر خلیفہ وقت وہاں موجود ہے جہاں یہ پیغام دنیا کو دیا گیا تھا، جہاں سے خلافت احمدیہ کا آغاز ہوا تھا‘‘

آسمانی نظام کے سو سال پورا ہونے پر 50 ہزار وصیتیں کروانے کی تحریک: آپ نے اپنی ایک فکر کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ’’اس نظام کو قائم کئے 2005ء میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک سو سال ہوجائیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ 1905ء میں آپ نے اسے جاری فرمایا تھا لیکن جیسا کہ متعدد جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کو خوشخبریاں دے چکے ہیں۔ آپ نے جماعت پر حسن ظن فرمایا ہے کہ ایسے مومنین ملتے رہیں گے اور ضرور ملتے رہیں گے جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہوں گے۔ لیکن جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا، نہیں ہو رہے۔ جس سے مجھے فکر بھی پیدا ہوئی ہے اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار بھی رکھوں تو آپ بھی پریشان ہوجائیں گے۔ وہ اعداد و شمار یہ ہیں کہ آج ننانوے سال پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905ء سے لے کر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیت کی ہے۔ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سو سال ہوجائیں گے۔ میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہوجائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں۔ تو ایسے مومن نکلیں کہ کہا جا سکے کہ انہوں نے خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے‘‘

خصوصی پیغام: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اہمیت، ضرورت اور افادیت کو سمجھتے ہوئے نظام وصیت کے 100 سال پورا ہونے پر عالمگیر جماعت کے نام ایک پیغام جاری فرمایا جس میں آپ نے اس نظام کی تاریخی حیثیت کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: ’’**میرا تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان ارشادات کی روشنی میں، آپؑ کی خواہشات کے تابع آگے بڑھیں اور مالی قربانی کے اس نظام میں شامل ہوجائیں۔ اپنی اصلاح کی خاطر اور اپنے انجام بالخیر کی خاطر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قدم آگے بڑھائیں اور اُس کی جنتوں کے وارث بنیں۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُن برگزیدہ لوگوں کی قبریں بھی دکھائی گئیں جو اس نظام میں شامل ہو کر بہشتی ہو چکے ہیں۔ خدا نے آپ کو فرمایا کہ یہ بہشتی مقبرہ ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِيْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے۔

کمانے والے پچاس فیصد افراد نظام وصیت میں شامل ہوں: نظام وصیت کے سو سال پورا ہونے پر حضور نے بھارت کے 114 واں جلسہ سالانہ پر 2004ء میں جماعت کے سامنے رکھے جانے والے ٹارگٹ نظام وصیت کے سو سال پورے ہونے پر کم از کم پچاس ہزار وصیتیں ہونی چاہئیں" کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ۔اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اس ٹارگٹ حاصل کرنے کی توفیق دی ہے۔نیز نئے ٹارگٹ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: ''اب اگلا ٹارگٹ تھا کہ اس وقت جو کمانے والے ہیں یا 2008ء تک جو بھی کمانے والے ہوں گے اس کا پچاس فیصد نظام وصیت میں شامل کرنا ہے۔انشاءاللہ'' (الفضل انٹرنیشنل 3 فروری 2006ء)

ذیلی تنظیموں کے افراد کو اس آسمانی نظام میں شمولیت کی دعوت: آپ فرماتے ہیں: ''خدام الاحمدیہ، انصاراللہ صف دوم جو ہے اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔کیونکہ ستر پچھتر سال کی عمر میں پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اُس وقت وصیت تو بچا کھچا ہی ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔امید ہے کہ احمدی نوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں بھرپور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو خاص طور پر میں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔دنیاوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہے تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعود(۔) نے ایک تقریر فرمائی جلسے کے موقع پر۔''نظام نَو'' کے نام سے چھپی ہوئی کتاب ہے۔اُسے پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو کہ آج کل دنیا کے ازموں اور مختلف نظاموں کے جو نعرے لگائے جا رہے ہیں وہ سب کھوکھلے ہیں۔**اور اگر اس زمانے میں کوئی انقلابی نظام ہے جو دنیا کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو روح کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو انسانیت کی خدمت کرنے کا دعویٰ حقیقت میں کر سکتا ہے تو وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کردہ نظام وصیت ہی ہے''**

اراکین مجلس انصاراللہ کو وصیت کے نظام میں شامل ہونے کی تلقین: آپ فرماتے ہیں: پھر آپ نے ایک اور موقع پر انصاراللہ کو وصیت کا چندہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ذیلی تنظیم کا چندہ دینے کی بھی تلقین فرمائی کہ: ''یہ نمونے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کے نظارے ہمیں دکھاتے ہیں، وہاں اُن سست لوگوں کو بھی توجہ کرنی چاہئے، ان کو بھی توجہ دلانے والے بننے چاہئیں جو حیلوں بہانوں سے چندوں میں کمی کی درخواستیں کرتے ہیں۔تو ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ مالدار ہونے کی طمع رکھتے ہیں ایک ہی خواہش ہوتی ہے کہ کسی طرح پیسہ اکٹھا ہو جائے۔یہ چند لوگ اُن برکتوں میں نہ شامل ہو کر جو اس قربانی کی وجہ سے ملتی ہے، اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والے ہوتے ہیں۔اللہ سب احمدیوں کو عقل دے اور اس بخل سے محفوظ رکھے......چندوں کے بارہ میں بعض جماعتوں کے بعض استفسار ہوتے ہیں جو بعض لوگوں کی طرف سے ہوتے ہیں جن کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ وضاحت کردوں۔ایک تو یہ کہ آج کل وصیت کی طرف بہت توجہ ہے۔اور وصیت کی طرف توجہ تو ہو گئی ہے لیکن تربیت کی کافی کمی ہے۔اس لئے بعض موصیان یہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ ہم نے وصیت کی ہوئی ہے اس لئے ہم صرف وصیت کا چندہ دیں گے باقی ذیلی تنظیموں کے چندے یا مختلف تحریکات کے چندے ہم پر لاگو نہیں ہوتے۔تو یہ واضح ہو، جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اگر تو حالات ایسے ہوں کہ تمام چندے نہ دے سکتے ہوں تو اس کی اجازت لے لیں۔ورنہ توقع ایک موصی سے یہ کی جاتی ہے کہ **ایک موصی کا معیار قربانی دوسروں کی نسبت، غیر موصی کی نسبت زیادہ ہونا چاہئے**۔تو اگر وصیت کا صرف کم سے کم 1/10 حصہ سے دے کر باقی چندے نہیں دے رہے تو ہو سکتا ہے، غیر موصی دوسرے چندے شامل کر کے موصیان سے زیادہ قربانی کر رہے ہوں۔تو اس لحاظ سے واضح کردوں کہ کوئی بھی چندہ دینے والا، چاہے وہ موصی ہے یا غیر موصی ہے اگر توفیق ہے تو تمام تحریکات میں چندے دینے چاہئیں کیونکہ ہر تحریک اپنی اپنی ضرورت کے لحاظ سے بڑی اہم ہے''

جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران اس مبارک نظام میں شامل ہوں: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2004ء کے

جلسہ سالانہ UK کے معاً بعد یورپ کا دورہ فرمایا: جس میں آپ نے 6 ستمبر 2004ء کو نیشنل مجلس عاملہ سوئٹزرلینڈ کے اجلاس میں اراکین عاملہ کو وصیت کے نظام میں شامل ہونے کی ہدایت فرمائی:

❁ مورخہ 29 دسمبر 2004ء کو نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ فرانس کی میٹنگ میں فرمایا: ''جب تک عہدیدار خود وصیت نہیں کریں گے تو دوسروں کو کس طرح کہیں گے'' (الفضل انٹرنیشنل 11 فروری 2005ء)

❁ 4 مئی 2005ء کو نیشنل مجلس عاملہ کینیا کے اجلاس میں فرمایا: ''**مجلس عاملہ کے جن ممبران نے ابھی تک وصیت نہیں کی پہلے ان کو وصیت کے نظام میں شامل ہونا چاہئے۔ پھر دوسروں کو اس نظام میں شامل کریں**''

پھر آپ نے آسٹریلیا کے دورہ پر خطبہ جمعہ 14 راپریل 2006ء میں فرمایا: ''سب سے پہلے عہدیداران اپنا جائزہ لیں اور امیر صاحب بھی اس بات کا جائزہ لیں کہ 100 فیصد جماعتی عہدیداران اس نظام میں شامل ہوں، چاہے وہ مرکزی عہدیداران ہوں یا مرکزی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں یا مقامی جماعتوں کے عہدیداران ہوں یا مقامی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں''

پھر آپ نے 25 دسمبر 2006ء کو مجلس عاملہ لجنہ جرمنی کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: ''UK کی لجنہ کو میں نے کہہ دیا ہے کہ جو دینی احکامات پر عمل کرنے والی اور موصیہ ہو اسے عہدیدار بنائیں۔ آپ عہدیداران کو وصیت کی تحریک ضرور کریں۔ ٹھیک ہے وہ پابند نہیں ہے کہ ضرور وصیت کرے لیکن پھر آپ بھی پابند نہیں ہیں کہ اسے عہدیدار بنائیں، اس لئے کہ اس نے گریجویشن کی ہوئی ہے اور وہ عقل کی باتیں کر لیتی ہے۔ اس کی بجائے اسے عہدیدار بنائیں جو دینی احکامات پر عمل پیرا ہے، حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کے بعد آپ کے جاری کردہ نظام وصیت میں بھی شامل ہے تو گو وہ کچھ کم پڑھی ہوئی ہے، اسے عہدیدار بنائیں''

جماعتی رسائل کے وصیت نمبرز و مضامین: نظام وصیت کے سو سال پورا ہونے پر اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر بیسیوں مضامین مختلف جماعتی رسائل، اخبارات اور آرگنز میں شائع ہوئے۔ روزنامہ الفضل، ماہنامہ انصاراللہ، ماہنامہ خالد، ماہنامہ مصباح نے وصیت نمبرز بھی نکالے اور مجلس کارپرداز نے نظام وصیت کے نام سے ایک کتاب شائع کی جو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اور پانچوں خلفاء کے ارشادات سے مزین ہے۔

اللہ تعالیٰ کے افضال کا نزول: خلافت خامسہ کے آغاز پر دنیا بھر کی وصیتوں کی تعداد اڑتیس ہزار تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ 13 سالوں کے مختصر عرصہ میں یہ تعداد بڑھ کر ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچ چکی ہے۔

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

ایسا کیوں نہ ہوتا جماعت احمدیہ کی تاریخ ایسی تابناک اور روشن ہے کہ جونہی وہ اپنے خلیفہ کی آواز سنتی ہے وہ لَبَّیْکَ یَا اَمَامَنَا لَبَّیْکَ کہتی ہوئی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور خلیفۃ المسیح کی خوشنودی کی خاطر آگے بڑھتی ہے۔ اس میدان میں بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات کے حصول کے لئے اپنے پیارے امام کے ذیل میں درج ارشادات سن کر آگے بڑھی۔

پھر آپ نے فرمایا: ''**پس اے مسیح کی سرسبز شاخو! خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے روشن تابناک چمکدار مستقبل کی ضمانت دی ہے۔ پس تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس سے فیض پاتے چلے جاؤ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت وجود کی سرسبز اور ثمردار شاخیں بنتے چلے جاؤ۔ آج تمام دنیا میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اس مسیح (......) کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تم نے لہرانا ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار تم نے قائم کرنے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے تقویٰ کی جڑ کو اپنے دلوں میں مضبوط کرتے ہوئے یہ سب کچھ حاصل کیا اور انشاءاللہ ہم نے بھی حاصل کرنا ہے تا کہ نسلاً بعد نسلٍ اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے حصہ پاتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے**''

ابنِ شاہد کے قلم سے

مجلس موصیان......پس منظر و فرائض

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نوراللہ مرقدہٗ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 5راگست 1966ء میں مجلس موصیان کے قیام کا اعلان فرمایا۔
حضور فرماتے ہیں:

''عارضی وقف کی تحریک جو قرآن کریم سیکھنے سکھانے کے متعلق جاری کی گئی ہے اس کا تعلق نظام وصیت کے ساتھ بڑا گہرا ہے۔چنانچہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے رسالہ ......کو غور سے پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ واقع میں اس تحریک کا موصی صاحبان کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے......حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ بہشتی مقبرہ ہے بلکہ یہ بھی فرمایا اُنْزِلَ فِیْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں''

......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک دوسرے الہام میں بتایا اَلْخَیْرُ كُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ ۔**ساری بھلائیاں اور نیکیاں اور سب موجباتِ رحمت قرآن کریم میں ہیں** اور رحمت کے کوئی سامان ایسے نہیں جو قرآن کریم کو چھوڑ کر کسی اور جگہ سے حاصل کئے جاسکیں اور رحمت کے ہر قسم کے سامان صرف قرآن کریم سے ہی حاصل کئے جاسکتے ہیں ۔تو فرمایا اُنْزِلَ فِیْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ کہ اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے وہ لوگ ہونگے جو قرآن کریم کی تمام برکتوں کے وارث ہونگے ۔کیونکہ کوئی برکت بھی قرآن کریم سے باہر نہیں اور نہ کسی اور جگہ سے حاصل کی جاسکتی ہے......اس سے ظاہر ہے کہ موصی صاحبان کا ایک بڑا گہرا اور دائمی تعلق قرآن کریم ،قرآن کریم سیکھنے ،قرآن کریم کے نور سے منور ہونے ،قرآن کریم کی برکات سے مستفیض ہونے اور قرآن کریم کے فضلوں کا وارث بننے سے ہے ۔اسی طرح قرآن کریم کے انوار کی اشاعت کی ذمہ داری بھی ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے ۔کیونکہ قرآن کریم کی بعض برکات ایسی بھی ہیں جن کا تعلق اشاعتِ قرآن سے ہے......اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تعلیم قرآن اور وقفِ عارضی کی تحریکوں کو موصی صاحبان کی تنظیم کے ساتھ ملحق کر دیا جائے اور یہ سارے کام ان کے سپرد کئے جائیں''

مجلس موصیان کا اجراء اور سیکرٹریان وصایا کی ذمہ داریاں: اس پس منظر کو بیان فرمانے کے بعد آپ نے مجلس موصیان کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''پس چونکہ وصیت کا یا نظام وصیت کا یا موصی صاحبان کا قرآن کریم کی تعلیم ،اس کے سیکھنے اور اس کے سکھانے سے ایک گہرا تعلق ہے ۔اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تعلیم قرآن اور وقفِ عارضی کی تحریکوں کو موصی صاحبان کی تنظیم کے ساتھ ملحق کر دیا جائے اور یہ سارے کام ان کے سپرد کئے جائیں ۔اس لئے آج میں موصی صاحبان کی تنظیم کا ،خدا کے نام کے ساتھ اور اس کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے اجراء کرتا ہوں ۔تمام ایسی جماعتوں میں جہاں موصی صاحبان پائے جاتے ہیں ان کی ایک مجلس قائم ہونی چاہئے ۔یہ مجلس باہمی مشورے کے ساتھ اپنے صدر کا انتخاب کرے ۔منتخب صدر جماعتی نظام میں سیکرٹری وصایا ہوگا''

پھر اس کے ابتدائی فرائض کا بنیادی نقشہ بھی احباب جماعت کے سامنے پیش فرمایا:

''اس صدر کے ذمہ علاوہ وصیتیں کرانے کے یہ کام بھی ہوگا کہ وہ گاہے گاہے مرکز کی ہدایت کے مطابق وصیت کرنے

والوں کے اجلاس بلائے ۔اس اجلاس میں وہ ایک دوسرے کو ان ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کریں جو ایک موصی کی ذمہ داریاں ہیں ۔ یعنی اس شخص کی ذمہ داریاں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بشارت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ خدا کے سارے فضلوں اور اس کی ساری رحمتوں اور اس کی ساری نعمتوں کا وہ وارث ہے ۔اور وہ صدران کو یاد دلاتا رہے کہ تمام خیر چونکہ قرآن میں ہی ہے اس لئے وہ قرآن کریم کے نور سے پورا حصہ لینے کی کوشش کریں اور ان کو بتایا جائے کہ قرآن کریم کے انوار کی اشاعت کرنا ہر موصی کا بحیثیت فرد اور اب موصیوں کی مجلس کا بحیثیت مجلس پہلا اور آخری فرض ہے اور اس بات کی نگرانی کرنا کہ وقف عارضی کی سکیم کے ماتحت زیادہ سے زیادہ موصی اصحاب اور ان کی تحریک پر وہ لوگ حصہ لیں جنہوں نے ابھی تک وصیت نہیں کی ۔اور ان پر یہ فرض ہے کہ **پہلے وہ اپنے گھر سے یہ کام شروع کریں حتیٰ کہ ان کے گھر میں کوئی مرد، کوئی عورت، کوئی بچہ یا کوئی دیگر فرد جوان کے اثر کے نیچے ہو یا ان کے پاس رہتا ہو ایسا نہ رہے کہ جسے قرآن نہ آتا ہو۔ پہلے ناظرہ پڑھنا سکھانا ہے پھر ترجمہ سکھانا ہے۔** پھر قرآن کریم کے معانی پھر اس کے علوم اور اس کی حکمتوں سے آگاہ کرنا ہے ۔پھر ان علوم کو ایک تخم کی طرح دوسروں تک پہنچانا ہے تا کہ جس فیض سے، جس برکت سے اور جس نعمت سے ہم نے حصہ لیا ہے ۔اسی فیض، برکت اور نعمت سے ہمارے دوسرے بھائی بھی حصہ لینے والے ہوں‘‘

نیز موصیان کی ذمہ داریوں کا احاطہ کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ:

’’ہمارے موصی صاحبان کا پہلا کام یہ ہے کہ اپنے گھروں میں قرآن کریم کی تعلیم کا انتظام کریں ۔دوسرا یہ کہ واقفین عارضی (جن کے سپرد قرآن کریم پڑھانے کا کام کیا جاتا ہے) کی تعداد کو پانچ ہزار تک پہنچانے کی کوشش کریں ۔تیسرے یہ کہ وہ اپنی جماعت کی نگرانی کریں (عمومی نگرانی، امیر یا پریذیڈنٹ کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے) کہ نہ صرف ان کے گھر میں بلکہ ان کی جماعت میں بھی کوئی مرد اور کوئی عورت ایسی نہ رہے جو قرآن کریم نہ جانتی ہو۔ ہر ایک عورت قرآن کریم پڑھ سکتی ہو، ترجمہ جانتی ہو، اسی طرح تمام مرد بھی قرآن کریم پڑھ سکتے ہوں ترجمہ بھی جانتے ہوں اور قرآن کریم کے نور سے حصہ لینے والے ہوں تا کہ قیام احمدیت کا مقصد پورا ہو‘‘

قرآنِ کریم کا علم نہ ہو تو وصیت کی تیسری شرط کو پورا نہیں کیا جا سکتا

’’حضرت مسیح موعودؑ نے نظامِ وصیت کی بنیاد اپنے اموال کے دسویں حصہ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر نہیں رکھی تھی بلکہ یہ تو ایک نچلا درجہ تھا جو موصیوں کے سامنے رکھا گیا تھا ۔اصل غرض جس کے لئے نظامِ وصیت کو قائم کیا گیا تھا وہ کامل تقویٰ کا حصول اور انسان کو ان روحانی رفعتوں کے حصول کے مواقع حسب استعداد بہم پہنچانا تھا جو انسان اپنے رب سے نئی زندگی حاصل کرنے کے بعد حاصل کر سکتا ہے ۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ہی فقرہ میں جو بڑا جامع ہے ہر موصی پر اس فریضہ کو قائم کرتے ہیں ۔ آپ فرماتے ہیں:

’’تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف (مومن) ہو‘‘

دراصل ایسے گروہ کے قیام کے لئے ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بناء پڑی کہ ایک ایسی جماعت بھی قائم ہو جو ہر قسم کی قربانی دے کر اپنے نفسوں میں دین (حق) کو قائم کرتی اور دنیا میں (دین حق) کو غالب کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔ظاہر ہے کہ اگر کوئی موصی قرآن کریم کا علم ہی نہ رکھتا ہو تو پھر وہ اس تیسری شرط کو کیسے پورا کر سکتا ہے ۔وہ اسے ہرگز پورا نہیں کر سکتا اس لئے نظام وصیت کی جو بنیادی غرض ہے اس کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ **ہر موصی قرآن کریم پڑھنا جانتا ہو اس کا ترجمہ جانتا ہو اور اس کی تفسیر کے حصول میں ہمہ تن اور ہر وقت کوشاں رہے‘‘**

جس عمر میں بھی ہوں قرآنِ کریم سیکھنے کی کوشش کریں

''اگر کوئی موصی یہ سمجھتا ہو کہ اس وقت میری عمر 75 سال ہے اور آج تک میں نے کبھی پڑھنے کی کوشش نہیں کی اگر میں اب قرآن کریم پڑھنا اور سیکھنا شروع کروں تو میں اسے ختم نہیں کر سکتا تو میں اس کو کہوں گا کہ ..... **اگر تم قرآن کریم پڑھنا یا اس کا ترجمہ سیکھنا یا اس کی تفسیر سیکھنا شروع کر دو گے تو اگر ایک آیت پڑھنے کے بعد تم اس دنیا سے رخصت ہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں وہی جزا دے گا** جو اس نے ان لوگوں کے لئے مقدر کی ہے جن کو اس کی طرف سے سارا قرآن کریم ناظرہ پڑھنے اس کا ترجمہ سیکھنے اور اس کی تفسیر جاننے کی توفیق ملی ..... پس اس خیال سے مت ڈرو کہ شاید ہم قرآن کریم ناظرہ ختم کرنے سے قبل اس دنیا کو چھوڑ جائیں یا قرآن کریم کا ترجمہ ختم کرنے سے قبل اس دنیا کو چھوڑ جائیں۔ اگر آپ نے پہلے غفلت کی ہے تو اس غفلت کے بدنتائج سے بچنے کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ اب آپ جس عمر میں بھی ہوں پوری محنت اور جانفشانی کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھنے اور سیکھنے کی کوشش کریں۔''

خلفائے وقت کے ارشادات کی روشنی میں نظارت بہشتی مقبرہ نے (حسب منشاء قاعدہ نمبر 18 قواعد وصیت) مجالس موصیان کے لئے باقاعدہ قواعد تشکیل دیئے جو من وعن یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔

مجلس موصیان

تشکیل و رکنیت:

- ہر اس جماعت میں جہاں تین یا اس سے زائد موصی افراد ہوں ایک مجلس موصیان قائم کی جائے گی۔
- ہر موصی اپنی مقامی جماعت کی مجلس موصیان کا رکن ہوگا۔
- سیکرٹری وصایا مجلس موصیان کا صدر ہوگا۔
- صدر مجلس موصیان کے عہدے کی مدت تین سال ہوگی۔
- مجلس موصیان کے اسی قدر حلقہ جات ہوں گے جس قدر مقامی جماعت کے حلقہ جات ہیں۔

فرائض اور ذمہ داریاں (نئی وصایا):

- مجلس موصیان کا فرض ہوگا کہ وہ مقامی جماعت میں وصایا کی تحریک کرتی رہے اور غیر موصی احباب کو وصیت کے نظام میں شامل کرنے کی کوشش کرتی رہے اور رسالہ ..... اور خلفاء سلسلہ کے ارشادات کی طرف احباب کو توجہ دلاتی رہے۔
- مجلس موصیان کا فرض ہوگا کہ وہ نئی وصایا کے سلسلہ میں جملہ کاروائی عمل میں لاویں اور نئے موصیان کی راہنمائی کریں۔ اور تکمیل تحریر وصیت میں ان کی مدد کریں۔
- صدر مجلس موصیان کا فرض ہوگا کہ مقررہ فارم پر وصیت لکھوانے کے بعد بلا تاخیر مرکز میں روانہ کرے اور تکمیل و منظوری وصیت تک جملہ خط و کتابت صدر مجلس موصیان کی معرفت ہوگی۔

تربیت و نگرانی:

- صدر مجلس موصیان دفتر نظارت بہشتی مقبرہ اور موصیان کے درمیان رابطے کا فرض ادا کرے گا۔
- صدر مجلس موصیان کا فرض ہوگا کہ وہ اپنی مقامی جماعت کے تمام موصیان و موصیات کی مکمل فہرست اپنے پاس رکھے اور جو

موصیان نقل مکانی کر کے کسی دوسری جماعت میں چلے جائیں انکی اطلاع دفتر کو دیتے رہیں۔

- مجلس موصیان اپنے باقاعدہ اجلاس وقتاً فوقتاً منعقد کرے گی۔
- مجلس موصیان اپنے اجلاسات میں نظام وصیت کی اہمیت اس سے متعلق خدائی بشارات اور موصیوں پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتی رہے گی۔ اور نیز موصیان کے ورثاء کی تربیت کا بھی انتظام کرے گی اور انہیں وصیت کی رُوح اور تقاضوں سے آگاہ کرتی رہے گی۔
- مجلس موصیان اس بات کا جائزہ لیتی رہے گی کہ موصی حضرات اعمال وعقائد کے لحاظ سے کوئی ایسی کمزوری نہ دکھائیں جو موصی کو اس کے مقام سے گرانے والی ہو۔
- مجلس موصیان کا فرض ہوگا کہ وہ اس بات کا اہتمام وانتظام کرے کہ ناخواندہ موصیان کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے اور ناظرہ جاننے والوں کو ترجمہ پڑھانے اور اس کی تفسیر پڑھانے کے لئے منصوبہ بندی کر کے باقاعدہ کام کیا جائے۔
- مجلس موصیان اس بات کا اہتمام کرے گی کہ ہر موصی دو ایسے دوستوں کو قرآن کریم پڑھائے جو قرآن کریم پڑھے ہوئے نہیں،
- مجلس موصیان کا فرض ہوگا کہ جماعت کی عام تربیت کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کرتی رہے اور اس کے لئے موصیان کو انفرادی طور پر کام تفویض کر کے ان پر عمل درآمد کرائے۔

تعلیم القرآن ووقف عارضی:

- مقامی جماعت میں تعلیم القرآن اور وقفِ عارضی کی تحریکات کے جملہ فرائض مجلس موصیان کے ذمہ ہوں گے۔ صدر مجلس موصیان موصی حضرات کی امداد وتعاون سے تعلیم القرآن اور وقفِ عارضی کے مطالبات پورے کرنے میں کوشاں رہے گا۔
- مجلس موصیان کا فرض ہوگا کہ وہ اپنی مقامی جماعت کے حالات اور تعداد کی نسبت سے مناسب تعداد میں واقفین عارضی مہیا کرنے کا انتظام کرے۔
- مجلس موصیان کا فرض ہوگا کہ وہ اپنے ارکان میں سو فی صد تعلیم القرآن کا ہدف حاصل کریں اور کوئی موصی ایسا نہ رہے جو قرآن کریم ناظرہ نہ پڑھ سکتا ہو۔
- مجلس موصیان کا فرض ہوگا کہ قرآنی انوار کی اشاعت میں کوشاں رہے اور اس سلسلہ میں مقامی جماعت نظارت تعلیم القرآن اور دفتر بہشتی مقبرہ کی زیرِ ہدایت کام کرتی رہے۔

موصیان کی امداد اور راہنمائی:

- مجلس موصیان کا فرض ہوگا کہ وہ جملہ موصیان کو وصیت کے قواعد سے باخبر رکھنے کا انتظام کرے اور وصیت سے متعلقہ ہدایات اور ضوابط سے موصیان کو آگاہ کرنے کے لئے اجلاس منعقد کرے یا دیگر ذرائع استعمال کرے۔
- مجلس موصیان کا فرض ہوگا کہ وہ اپنی جماعت کے جملہ موصیان پر ان کی سالانہ ادائیگیوں کی اطلاع ملنے پر قاعدہ نمبر 69 کی تعمیل میں مقررہ تصدیقی فارم پُر کر کے بھجوانے اور حسابات Up To Date رکھنے کی اہمیت واضح کرتی رہے اور اس سلسلہ میں پیش آمدہ مشکلات میں موصیان کی راہنمائی کرے۔
- جماعتی انتخابات میں حسبِ قواعد سیکرٹری وصایا کا انتخاب ہوگا اور حسبِ قواعد سیکرٹری وصایا کا موصی ہونا ضروری ہے۔

مکرم عبدالسلام اختر صاحب

متاعِ زیست کی بنیاد پائیدار رہے

خدا گواہ ہے کہ منشاء ہے یہ وصیت کا
بنائے فطرتِ انسان اُستوار رہے

سوئے حبیب پُر افشاں رہے خیال و نظر
ضمیرِ آدمِ خاکی سدا بہار رہے

نظامِ حسنِ وصیت کا مدعا یہ ہے
کہ زندگی میں خدائی بھی آشکار رہے

فقط طلسمِ فریبِ حیات ہی نہ رہے
کچھ عافیت کا تصور بھی برقرار رہے

درِ حبیب پہ جھکتے رہیں غریب و امیر
متاعِ زیست کی بنیاد پائیدار رہے

مدیر کے قلم سے

نظام وصیت ۔ ایک عظیم الشان آسمانی نظام

دنیا اب تک کئی نظام ہائے معیشت کو اختیار کر کے ان کے نتائج واثرات سے آگاہ ہو چکی ہے۔ ان میں اشترا کی نظام معیشت اور سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام بہت نمایاں ہیں۔ اول الذکر نظام فرد کے بعض حقوق کو معاشرے کی اجتماعی بہبود کے نام پر قربان کرتا ہے۔ موخر الذکر نظام معاشرے کے بعض حقوق کو حریتِ فرد کے نام پر قربان کرتا ہے۔ قابل غور امر یہ ہے کہ دونوں نظام ہائے اقتصادیات کے ذریعہ نہ فرد کو امن نصیب ہوا نہ معاشرہ کے مسائل حل ہو سکے۔ چنانچہ بدعنوانی، بدانتظامی، بے روزگاری اور غربت جیسے گھمبیر مسائل جوں کے توں موجود ہیں۔ اور جن معاشروں میں بظاہر یہ مسائل کسی حد تک حل ہوئے وہاں ان سے سنگین تر مسائل نے سر اٹھالیا۔ غربت سے وابستہ مسائل سے نجات ملتی ہے تو انسان امارت اور تونگری کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ عالمی امن برباد کرنے میں غریب ممالک سے بہت زیادہ امیر ممالک کا عمل دخل رہا ہے۔ طاقت کا نشہ دنیا میں برپا ہونے والی بے شمار جنگوں کا باعث ہے۔ اور جنگیں انسانیت کو بے شمار مسائل سے دوچار کرتی ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا کے نظام ہائے معیشت وسیاست نہ فرد کے مسائل کا پائیدار حل دے سکے اور نہ انسانی معاشرے کی حقیقی فلاح وبہبود کو ممکن بنایا جا سکا۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں جن پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ زیر نظر سطور کا مقصد اس کی سب سے بڑی اور بنیادی وجہ کی نشاندہی کرنا ہے۔

صرف مادی فلاح وبہبود کافی نہیں ہے: تاریخ کے اس سفر کا اگر بنظر غائر اور وسیع تر تناظر میں جائزہ لیا جائے تو اس ناکامی کی اصولی اور بنیادی وجہ بڑی سادہ ہے۔ آج سے دو ہزار سال پہلے خدا کے ایک فرستادہ مسیح موسوی نے کہا تھا کہ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا۔ مگر افسوس کہ روحانیت سے بھرا یہ پیغام بالکل نظر انداز کر دیا گیا۔ دونوں نظام ہائے اقتصادیات نے اس حقیقت کو بالکل فراموش کر دیا کہ انسان صرف جسم ہی نہیں بلکہ جسم اور روح دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔ ان اقتصادی نظاموں کا اول تا آخر ہدف انسان کی مادی ضرورتیں پوری کرنا تھا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کا منتہائے نظر دنیا کی وہ عارضی زندگی تھی جس نے ایک دن لازماً عدم ہو جانا ہے۔ اور مابعد الطبیعات حقائق کا وہ انکار کر چکے ہیں۔ پس جس شاخ نازک پر یہ آشیانے تعمیر کئے گئے تھے ناپائیداری روز اول سے ان کا مقدر رہا۔

دنیا کا نظام معیشت اور اخلاقی وروحانی اقدار کی اہمیت: دنیا میں جاری نظاموں کی ناکامی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ مادی دنیا کی معیشت اور اقتصادیات کو بھی کامیابی کے ساتھ نہیں چلایا جا سکتا جب تک کہ یہ اخلاقی اور روحانی اقدار کے ساتھ وابستہ نہ ہو۔ مذکورہ نظام ہائے اقتصادیات نے اس پہلو کو بھی عملی طور پر یکسر نظر انداز کیا ہے۔ حالانکہ مغربی مفکرین یہاں تک کہ بعض ماہرین اقتصادیات نے بھی ان حقائق کو سمجھا اور بیان کیا ہے۔ انہیں بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ فرد کی اقتصادی ترقی اس کی اخلاقی ترقی کے راست متناسب ہے۔ اور معاشرے کی اقتصادی ترقی افراد کی اخلاقی ترقی کے راست متناسب ہے۔ یعنی ایک معاشرہ جس حد تک اخلاقی اقدار پر قائم ہوگا اسی حد تک اس معاشرے میں معاشی اور اقتصادی ترقی کے امکانات روشن ہو جائیں گے۔ اس

بات کو سمجھنا چنداں مشکل نہیں ہے۔مثال کے طور پر دیانت داری ایک خلق ہے۔کیا دیانت داری کے بغیر کوئی معاشرہ حقیقی معاشی ترقی سے ہمکنار ہو سکتا ہے؟معمولی فکر کا حامل انسان بھی اس کا جواب نفی میں دے گا۔کیا سچائی کے بغیر کوئی پائیدار اقتصادی ترقی حیطہ ءتصور میں آتی ہے۔ظاہر ہے کہ اس کا جواب بھی اثبات میں نہیں دیا جا سکتا۔علی ہذہ القیاس۔اقتصادیات اور اخلاقیات کے باہمی تعلق کو وہ لوگ بھی بخوبی سمجھتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے بھی منکر ہیں۔بابائے اقتصادیات آدم سمتھ نے دو مشہور کتب تحریر کیں۔ان میں سے ایک کا نام دولت اقوام ہے جو اقتصادیات پر لکھی گئی ایک اہم ترین کتاب ہے۔اس کی دوسری کتاب انسانی اخلاق کے نظریہ پر ہے۔وہ اقتصادی ترقی کے لیے اقدار اور اخلاق کو ضروری خیال کرتا ہے۔پس فکری اعتبار سے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔یہ ایک خواب ہے جو بہتوں نے دیکھا ہے۔مگر مشکل یہ ہے کہ مادی اور اخلاقی ترقی کو یکجا کرنے والا نظام وہ خواب ہے جس سے سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت دونوں عاری ہیں کجا یہ کہ اس کی تعبیر ان میں تلاش کی جائے۔یہ دونوں محض مادیت کے اسیر ہیں۔ان کا منتہائے نظر مادی دنیا ہے۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ روح سے غافل ہی نہیں بلکہ عملاً روح کے منکر ہیں۔

پس دنیا کے اقتصادی نظاموں کی ناکامی کے اسباب کو اگر یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو یہ نتیجہ نکالنا بالکل درست ہوگا کہ معیشت اور اقدار کے مابین جدائی ہی درحقیقت ان کی ناکامی کا اصل سبب ہے۔اور حقیقی اقدار خدا تعالیٰ کی ہستی،انسانی روح کی بقاء اور عالم آخرت پر کامل یقین کے نتیجے میں قائم رہتے ہیں۔جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ دنیا کی لذات سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس کے پاس چند روزہ زندگی ہے،اس کی ہوس کو لگام ڈالنا بہت مشکل ہوگا۔پس دنیا کے اقتصادی نظام کی ناکامی کے پس منظر میں اصل وجہ یہ ہے دنیا کی زندگی کو ہی مطمح نظر بنا لیا گیا ہے۔ان کی تمام کوششیں صرف دنیا کی زندگی میں ہی گم ہو کر رہ گئی ہیں۔مادی وسائل پیدا کرنا اور مادی ذرائع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا ہی زندگی کا اول و آخر مقصد ٹھہر گیا ہے۔حالانکہ یہ لوگ مسیح اول کی زبان سے سن چکے تھے کہ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا۔

پس یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ درحقیقت کوئی بھی اقتصادی وسیاسی نظام انسان کی دائمی خوشحالی کا ضامن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی اخلاقی اور روحانی ترقی کو ترجیحی بنیادوں پر مستحکم نہ کیا جائے۔اور ضروری ہے کہ یہ دونوں نظام باہم مربوط اور ہم آہنگ ہوں۔دونوں کے مقاصد میں ہم آہنگی ہو۔جسم اور روح دونوں کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں۔معاشی ترقی روحانی ترقی سے الگ نہ ہو بلکہ ایک دوسرے کا نتیجہ ہو۔کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ انسان بد دیانتی کرتے ہوئے اپنی معیشت کو بہتر بنا لے اور پھر یہ بھی چاہے کہ اس روح پر کوئی داغ نہ لگے۔اقتصادی طور پر ہر قسم کی بے اعتدالی اختیار کرتے ہوئے کسی روحانی منزل کے حصول کی تمنا کر سکے۔وہ جو مذہب کو محض آخرت کے لیے اٹھا رکھتا ہے اور معیشت کو کسی اور نظام فکر کے تابع کرتا ہے اس کے مسائل کبھی بھی حقیقی طور پر حل نہیں ہو سکیں گے۔

نظام وصیت کی امتیازی شان: روح اور جسم دونوں کی حقیقی فلاح و بہبود کا نظام وہی ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے دنیا کو عطا فرمایا ہے۔اور یہی وہ نظام ہے جو اس دور میں خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے قائم ہوا۔یہ دین و دنیا میں انسان کو سچی خوشحالی عطاء کرنے کے لیے ایک آسمانی تحفہ ہے۔یہ دنیا کے لیے اقتصادی بہبود کے

ساتھ ساتھ انسانوں کی روحانی ترقی کا عظیم الشان نظام بھی ہے۔اس کی بنیاد میں جو فلسفہ کارفرماء ہے وہ مادی اور روحانی دنیا دونوں کا اثبات کرتا ہے۔وہ دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح کو پیش نظر رکھتا ہے۔وہ جسم اور روح دونوں کی اہمیت سے آگاہ ہے۔اور اس کے نزدیک اُخروی زندگی میں حاصل ہونے والی جنت کا آغاز اسی دنیا کی زندگی سے ہوتا ہے جب اخلاق،اقدار اور روحانیت کو قائم کیا جاتا ہے۔اور اس نظام کا نام نظام وصیت ہے۔جس میں دین حق کے روحانی اور اقتصادی نظام کا عملی اطلاق اور نفاذ شامل ہے جو دنیا کی حقیقی خوشحالی کا ضامن ہے اور انسان کی روحانی ترقی کو یقینی بناتا ہے اور اسے اخروی جنت کی بشارت دیتا ہے۔یہ وہ نظام ہے جو مسیح موعود کے ہاتھوں قائم ہوا ہے۔خدا چاہتا ہے کہ آدم کی جنت گم گشتہ آدم ثانی کے ہاتھوں قائم اس نظام کے ذریعے سے انسان کو واپس مل جائے۔

نظام وصیت ایک مالی نظام ہونے کے ساتھ ساتھ کس طرح اخروی نجات کا باعث ہے۔اس ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لیے ممکن ہے پابند احکام (دین حق) ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور (مومن) خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو“

اور یہ محض ایک علمی اور فلسفیانہ حقیقت نہیں ہے۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں اس نظام کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔اس کے پس منظر میں آپ کی وہ قوت قدسیہ کارفرما ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے اور آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی کی وجہ سے آپ کو حاصل ہے۔ایک سو سال سے زائد عرصہ سے اس نظام کا نہ صرف قائم رہنا بلکہ ترقی کرتے چلے جانا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ اسکی تائید آسمان سے ہو رہی ہے۔دوسرے یہ کہ اس کے ذریعے سے حاصل ہونے والے اموال جماعت احمدیہ کی مجموعی اخلاقی اور روحانی ترقی کے عکاس ہیں۔پس نظام وصیت وہ بابرکت نظام ہے جس میں انسان کی مادی اور روحانی ترقی کو یکجا کر دیا گیا ہے۔مالی و جانی قربانیوں کے ساتھ روح کی ترقی کے سامان کیے جائیں تو جنتی ارضی بھی حاصل ہو جاتی ہے۔دنیا کے مسائل بھی حل ہوتے ہیں۔نظام وصیت کی ان برکات کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”غرض جیسا کہ میں نے بتایا ہے وصیت حاوی ہے اس تمام نظام پر جو (دین حق) نے قائم کیا ہے بعض لوگ غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ وصیت کا مال صرف لفظی اشاعت (دین حق) کیلئے ہے مگر یہ بات درست نہیں۔وصیت لفظی اشاعت اور عملی اشاعت دونوں کیلئے ہے۔جس طرح اس میں (دعوت الی اللہ) شامل ہے اُسی طرح اس میں اُس نئے نظام کی تکمیل بھی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فرد بشر کی باعزت روٹی کا سامان مہیا کیا جائے گا۔**جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف (دعوت الی اللہ) ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ (دین حق) کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دنیا سے انشاءاللہ مٹا دیا جائے گا۔یتیم بھیک نہ مانگے گا۔بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جوانوں کا باپ ہوگی عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت**

اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب۔ نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا......

......اس کے ساتھ ہی میں **ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیتیں کرنے کی توفیق حاصل ہوئی** اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی اور دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں“

عظیم الشان برکات کا حامل یہ وہ نظام ہے جس میں شمولیت کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کے مخلصین کو بلا رہے ہیں۔ آپ کی خواہش ہے کہ کمانے والے احمدیوں میں سے کم از کم پچاس فیصد مرد و زن اس میں شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جلد اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے شرائط

”اور چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِيْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کیلئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راست بازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں۔ اور سب کو بجالانا ہوگا۔

- اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کیلئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی۔ اور اس کے خوشنما کرنے کیلئے کچھ درخت لگائے جائیں گے اور ایک کنواں لگایا جائے گا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے اس لئے وہاں ایک پُل تیار کیا جائے گا اور ان متفرق مصارف کیلئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا۔ سو کُل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اس تمام کام کی تکمیل کیلئے خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کیلئے چندہ داخل کرے......
- دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت ......(دین حق اور دعوت) احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا......
- تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف (مومن) ہو۔
- ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کیلئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے“

مکرم مجید احمد بشیر صاحب ۔ ناظم اعلیٰ انصاراللہ علاقہ لاہور

نیا آسمان اور نئی زمین

آیئے عالم تصور میں بیسویں صدی کے شروع میں چلتے ہیں ۔ ہندوستان کا ایک چھوٹا سا گاؤں جس کی کل آبادی پچاس گھرانوں سے زائد تھی ۔ جن میں سے اکثر خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے سخت معاند اور جانی دشمن تھے ۔ یہ تھا مرکز احمدیت قادیان ۔ جہاں پہنچنا کارے دارد ۔ سعید روحیں گڑھوں بھرے راستوں سے گزر کر در حبیب تک پہنچ پاتیں ۔ لیکن وہ بھی کتنی؟ یہ تعداد بہر حال بہت ہی محدود تھی ۔ 1900ء میں جب بیسویں صدی کا آغاز ہوا تو جماعت احمدیہ کی عمر 11 سال تھی ۔ ہندوستان میں چنیدہ سعید روحوں نے ہی حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی ۔ ہندوستان سے باہر کئی ممالک میں آپ کا پیغام پہنچ تو چکا تھا ۔ لیکن کہیں بھی کوئی تنظیمی ڈھانچہ وجود میں نہیں آیا تھا ۔ حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے ماننے والوں سے رابطہ بالمشافہ ملاقاتوں یا آپ کے قادیان سے باہر سفروں کے دوران ممکن تھا ۔ اس کے علاوہ حضور کی کتب، اشتہارات اور خطوط بھی اس رابطے کا ایک ذریعہ تھیں ۔ دوسری طرف سلسلہ کا اخبار الحکم تھا جو 1898ء میں قادیان سے شروع ہوا تھا بالکل اپنے بچپن کی حالت میں تھا ۔ اس وقت قادیان میں صرف ایک ہی قدیم طرز کا پریس تھا ۔ پورے ہندوستان میں رسل و رسائل کا نظام بھی انتہائی کمزور تھا ۔ اس لئے بھی حضور کی کتب و اشتہارات کی اشاعت نہ صرف محدود تھی بلکہ ان کا ہر احمدی تک پہنچنا ممکن ہی نہیں تھا ۔ اور اگر یہ کتب پہنچ بھی جاتیں تو اردو، عربی اور فارسی زبانوں سے نابلد دنیا کے لئے اس کا سمجھنا مشکل تھا ۔ اس پر مستزاد یہ کہ تمام دنیا، کیا اپنے اور کیا غیر، سب آپ کی مخالفت پر کمربستہ تھے ۔ 1900ء میں حضورؑ کے گھر اور بیت مبارک کو ملانے والا راستہ مخالفین نے دیوار کھینچ کر بند کر دیا ۔ 1901ء میں اور پھر دو سال بعد 1903ء میں بالترتیب حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی شہادت کے المناک واقعات رونما ہوئے ۔ اس پس منظر میں جب کہ ساری دنیا آپ کی جان کے درپے تھی، آسمان کا خدا کہہ رہا تھا:

’’میں تیری (دعوت) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ۔ ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی ۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور دین واحد پر جمع کرے‘‘

آج ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں ۔ دنیا کے 200 سے زائد ممالک میں احمدیت کا جھنڈا لہرا رہا ہے ۔ ہر ملک میں سینکڑوں مضبوط جماعتیں قائم ہیں ۔ اس کا طوعی مالی نظام مستحکم بنیادوں پر استوار ہے ۔ تمام فرقوں میں سے سب سے زیادہ منظم یہی فرقہ ہے جس کو دنیا ہر لحہ موت کی جانب دھکیلنا چاہتی تھی ۔ لیکن اب ہر سال لاکھوں افراد بیعت کر کے اس میں شامل ہو رہے ہیں ۔ اس کے عالمی مواصلاتی نظام کے ذریعہ ساری جماعت ایک ہاتھ پر جمع ہے ۔ خلافت کا نظام مستحکم سے مستحکم تر ہوتا چلا جا رہا ہے ۔ اور آج اس جماعت کا امام اور خلیفہ یہ اعلان کرتا ہے کہ اب اس نظام کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی خطرہ نہیں ۔

حضرت مسیح موعودؑ اس بارے میں فرماتے ہیں:

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

اگر جماعت احمدیہ کی زندگی کے ان دو مناظر کا بغور جائزہ لیا جائے تو پہلا دور گویا احمدیت کا تخم زمین میں بونے کا وقت تھا اور آج ایک تناور اور مضبوط درخت میں تبدیل ہونے کا دور ہے ۔ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت ساری دنیا کے لئے تھی ۔ اس لئے یہ

نظام ملکی اور قومی حدود میں مقید نہیں بلکہ تمام ملکوں اور سب قوموں اور سارے زمانوں کے لئے وسیع ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک الہام اس عظیم انقلاب اور اس نئے نظام کے بارہ میں کیا خوب نقشہ کھینچتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: میں نے حالت کشف میں دیکھا کہ...... میری زبان پر ...... یہ الفاظ جاری ہوئے کہ: **ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔**

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں: ”آسمان اور زمین کے الفاظ سے مراد ہے کہ جس طرح آسمان اور زمین سارے جہان کے لئے وسیع ہیں اور سب پر حاوی ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ایک عالمگیر انقلاب پیدا ہوگا جس سے دنیا کا کوئی ملک اور دنیا کی کوئی قوم باہر نہیں رہے گی“

اس عالمگیر انقلاب کی کامیابی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1905ء میں نظام نو ”وصیت“ کی بنیاد رکھی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ”یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلا چلا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں، ہندوستان کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں، جرمنی اور اٹلی کہے گا آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں، امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں، اس وقت میرا قائمقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے۔ اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے“

پھر فرمایا: ”غرض نظامِ نو کی بنیاد 1910ء میں روس میں نہیں رکھی گئی نہ وہ آئندہ کسی سال میں موجودہ جنگ کے بعد یورپ میں رکھی جائے گی بلکہ دنیا کو آرام دینے والے ہر فرد بشر کی زندگی کو آسودہ بنانے والے اور ساتھ ہی دین کی حفاظت کرنے والے نظامِ نو کی بنیاد 1905ء میں قادیان میں رکھی جا چکی ہے“

اور پھر ساتھ ہی فرمایا: ”جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف (دعوت الی اللہ) ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ (دین حق) کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا انشاءاللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا، بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی، بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی، جوانوں کی باپ ہوگی، عورتوں کی سہاگ ہوگی، اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا......

پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ مسٹر روزویلٹ بنا سکتے ہیں۔ یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص، کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔ نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے۔ جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔ وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد ...... کے ذریعہ 1905ء میں رکھ دی گئی ہے“

ایک طرف خدا کا فرستادہ ایک روحانی نظام دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے تو دوسری طرف اسی سال 1905ء میں ہی

اللہ تعالیٰ اس نظام کی کامیابی کے لئے مادی اور سائنسی سامان بھی پیدا کر دیتا ہے۔ یہی وہ سال ہے جس کو annus mirabilis of Albert Einstein آئن سٹائن کے جادوئی سال کا نام بھی دیا گیا ہے جب کہ آئن سٹائن نے دنیا کے سامنے چار پیپرز پیش کئے جنہوں نے دنیائے سائنس میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اور بعد میں آنے والی ایجادات نے یہ ثابت کیا کہ آج کی سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی میں ایک بڑا ہاتھ آئن سٹائن کے اسی کام کا ہے۔ بعض لوگوں کا تو یہ کہنا ہے اگر آئن سٹائن کے اس کام کو منفی کر دیا جائے تو شاید ہم واپس بیسویں صدی کے شروع پر جا کھڑے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام الارض و السماء معك كما هو معى کہ آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں، کس شان سے پورا ہوتا ہے۔ اور آج اس نظام کی کامیابی کے آثار دنیا پر ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ آج ایم ٹی اے کے ذریعہ کل عالم میں پھیلی احمدیہ جماعت کی نظریاتی وحدت عملی وحدت میں بدل چکی ہے۔ اُدھر دُنیا گلوبل ویلج میں تبدیل ہو گئی ہے ادھر عالم احمدیت ایک خاندان کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ دو سو سے زائد ملکوں کے احمدی ایک مالا میں پرو دیئے گئے ہیں۔ ایک حبل اللہ ہے جس سے مشرق و مغرب کے تمام احمدی مضبوطی سے بندھے ہیں۔ محبتیں بڑھ رہی ہیں۔ دکھ بانٹے جا رہے ہیں اور ان کی تمام اہم تقریبات عالمگیر ہو چکی ہیں۔ پس یہ ہیں وہ ثمرات اور برکات اُس نظام نو کے جس کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے 1905ء میں رکھی تھی۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ نہ صرف ہم خود بھی اس بابرکت نظام میں شامل ہو کر ان برکات سے حصہ پائیں بلکہ اپنے پیاروں کو بھی ان برکات سے محروم نہ ہونے دیں۔

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بار بار ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور انجام بخیر حاصل کرنے کے لئے ایک اور ذریعہ بھی ہے ...... اس سے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہوں گے اور حقوق العباد ادا کرنے کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہوں گے اور وہ ہے نظام وصیت''

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام کی بنیادی غرض و غایت یہ تھی کہ اول خدا تعالیٰ کے ساتھ بندوں کا حقیقی تعلق پیدا کیا جائے۔ دوسرے بندوں کا آپس میں ایک نئے قانون کے تحت حقیقی مساوات اور انصاف اور تعاون اور ہمدردی کی روح سے باہمی تعلق پیدا کیا جائے۔ یہی وہ لوازمات ہیں جو کسی بھی معاشرہ میں امن کے قیام کے لئے ضروری ہیں۔ زمانہ اس بات پر گواہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی امن کے قیام کے لئے صرف کی۔ اور کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ تجدید و اشاعت دین حق کے ذریعہ دنیا میں اس طرح انقلاب پیدا کرنے کی کوشش میں لگے رہے کہ اس سے موجودہ نظام کو توڑ کر اور موجودہ تہذیب و تمدن کی جگہ صحیح دینی نظام اور صحیح دینی تہذیب کو قائم کیا جائے تا کہ یہ دنیا جواب مردہ روحانیت اور گندی تہذیب کی وجہ سے رہنے کے قابل نہیں رہی وہ ایک نئی زمین اور نئے آسمان کے نیچے آ کر امن کا گہوارہ اور بہشت کا نمونہ بن جاوے۔

دنیا اور آخرت سنور جائے گی!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس (نظام وصیت) میں شامل ہونے والوں کے لئے بہت دعائیں کی ہوئی ہیں۔ **اور جس کو یہ دعائیں لگ جائیں اس کی دنیا بھی سنور جائے گی اور اس کی آخرت بھی سنور جائے گی۔** پس اس طرف بھی توجہ کریں۔ اور سب سے پہلے میں یہاں کہوں گا کہ تمام عہدیداران جو ہیں ان کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے، نیشنل عاملہ سے لیکر نچلی سطح تک جو بھی عاملہ ہے، اس کے لیول تک ہر عاملہ کا ممبر اس نظام میں شامل ہو، تبھی وہ تلقین کرنے کے قابل بھی ہوگا''

مکرم قریشی عبدالعلیم سحر صاحب افسر امانت تحریک جدید

بہشتی مقبرہ قادیان کی ابتدائی تاریخ پر ایک نظر

18/نومبر **1902**ء کی صبح نماز کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رؤیا بیان فرمائی جو 24/نومبر 1902ء کے الحکم میں یوں شائع ہوئی۔

''صبح کی نماز کے بعد آپ نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ نماز سے کوئی 20 یا 25 منٹ پیشتر میں نے دیکھا کہ ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی کہ جماعت کی میتیں وہاں دفن کی جاویں تو کہا گیا کہ اس کا نام بہشتی مقبرہ ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا''

(الحکم 24/دسمبر 1905ء کالم 1 صفحہ 6)

9/دسمبر **1905**ء: جب حضورؑ زمین مخصوص کرنے جارہے تھے تو فرمایا کہ رات مجھے اس کے متعلق الہام ہوا ہے۔''اُنْـزِلَ فِیـھَـا کُـلُّ رَحمَۃٍ'' (بدر 8 دسمبر 1905ء صفحہ 2 و الحکم 24/دسمبر 1905ء)

20/دسمبر **1905**ء: حضور نے رسالہ ....تحریر فرمایا۔حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم نے لکھا۔

'' ......جو لوگ اکابر ہوں ان کی قبروں پر ایسے کتبے لگا دیئے جاویں جو ان کے حالات سے مختصر واقفیت کرا سکیں۔اس طرح پر یہ قبرستان ایک قومی تاریخ ہوگی۔'' (الحکم 24/دسمبر صفحہ 6 کالم 2-3)

20 دسمبر **1905**ء: بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا۔اس کی تفصیل الحکم میں درج ہے۔

'' .....اس کے ارد گرد کئی اور قطعے لینے ضروری ہیں اور پھر اس سارے قبرستان کے گرد ایک احاطہ بنانا ہوگا۔اور اس زمین کو درست کر کے اس میں روشیں نکال مختلف قسم کے پودے جو بہشتی مقبرہ کے حسب حال ہوں لگائے جائیں گے۔اور ایک مستقل تنخواہ دار ملازم اس کی حفاظت اور درستی کے لئے رکھا جاوے گا ...... باغ اور احمدی محلّہ کے درمیان ڈھاب حائل ہے اور برسات میں گذر محال ہوتا ہے۔اس لئے ابھی اس پر ایک مضبوط پل تیار کیا جاوے گا ......ان ساری ضرورتوں کو مدّ نظر رکھ کر احمدی قوم کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ بہت جلد سر دست کم از کم تین ہزار روپیہ اس کام کے لئے جمع کر کے بھیج دیں'' (الحکم 24/دسمبر 1905ء)

...... میں حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

''اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے۔لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی۔جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی۔اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ

درخت لگائے جائیں گے۔اور کنواں لگایا جائے گا۔اوراس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھیرا رہتا ہے۔جو گزرگاہ ہے۔اس لئے وہاں ایک پل تیار کیا جائے گا۔اوران متفرق اخراجات کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہے۔سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا۔جو اس کام کی تکمیل کے لئے خرچ ہوگا"

26/دسمبر **1905**ء کو مولوی عبدالکریم صاحب کی نعش مبارک کو بہشتی مقبرہ میں منتقل کیا گیا۔یہ بہشتی مقبرہ کی پہلی قبر تھی۔

1906ء "ضمیمہ متعلقہ رسالہ ....." کے نام سے شائع فرمایا:

"یہ 6 جنوری 1906ء کو لکھا گیا اور.....اخبار الحکم 17 جنوری 1906ء جلد 10 نمبر 2 میں شائع ہوا"

1908ء **27**/مئی: "جنازہ گاہ" میں جو اب بہشتی مقبرہ کے شمال مغرب اندرون چاردیواری واقع ہے حضرت مسیح موعود کا جنازہ پڑھا گیا۔اور آپ کی نعش مبارک کو بہشتی مقبرے میں دفن کردیا گیا۔

14/مارچ **1914**ء کو حضرت مصلح موعود نے انتخاب خلافت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور آپ کو بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں دفن کردیا گیا۔نومبر 1925ء میں ایک سازش کے بے نقاب ہونے پر کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی قبر کی توہین کے لئے کچھ فتنہ پردازوں نے منصوبہ بنایا ہے، حضرت مصلح موعود نے حضرت اقدس علیہ السلام آپ کے خاندان کے افراد اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی قبروں کے گرد ایک چاردیواری بنوادی۔اوراس زمانہ سے ہی حفاظت کی غرض سے پہرے کا انتظام کردیا گیا تھا۔جو کہ آج تک قائم چلا آتا ہے"

1947ء مولوی برہان احمد ظفر صاحب درویشِ قادیان اور اپنے والد کی روایات یوں لکھتے ہیں:

"......پارٹیشن کا وقت بہت خطرہ کا وقت تھا اور ہم لوگ یہاں پر مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے رہے تھے۔اوران مقامات مقدسہ میں سے بہشتی مقبرہ کا بھی ایک بہت بڑا مقام تھا۔اس کی حفاظت بھی ضروری تھی۔اس کی حفاظت کے لئے ڈیوٹیاں تو لگتی تھیں۔لیکن پھر بھی یہ خدشہ تھا کہ دشمن تو ہر وقت تاق میں رہتا ہے، وہ کہیں بہشتی مقبرہ کو نقصان نہ پہنچائے کیونکہ باقی مقامات تو پھر بھی شہر کے اندر تھے لیکن یہ شہر سے باہر ذرا دوری پر تھا اس لئے اس حفاظت کو اور زیادہ بہتر کرنے کے لئے یہ انتظام کیا گیا کہ تمام درویشان سوائے جن کے سپرد خاص ڈیوٹیاں ہوتی تھیں صبح ناشتے کے بعد بہشتی مقبرہ کی طرف چلے جاتے اور سارا سارا دن بہشتی مقبرہ کے گرد مٹی کی دیوار بناتے رہتے۔اور بیان کیا کہ وہ دیوار اس قدر چوڑی بنائی گئی تھی کہ اس پر ایک آدمی آسانی سے بغیر کسی خوف خطر کے کہ وہ نیچے گر جائے سوسکتا تھا اور یہ دیوار اتنی موٹی اس نظریہ سے بنائی گئی تھی کہ اگر ایسے حالات ہوجائیں کہ سب کو قادیان سے نکل جانے پر مجبور کردیا جائے تو قبل از آمد ثانی اس کے نشانات منہدم نہ ہوں بلکہ صاف نظر آئیں۔لیکن خدا تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا نہ ہونے دیئے"

اپریل **1948**ء میں سازش کے تحت مقامی حکام نے باغ اور بہشتی مقبرہ کو الگ الگ ظاہر کرنے کی کوشش کی اور موقف اپنایا کہ باغ کے حقیقی مالک ہندوستان سے پاکستان جا چکے ہیں لہٰذا اسے شرنارتھیوں کے نام الاٹ کرنا چاہئے۔جماعت احمدیہ قادیان کے احتجاج اور ذمہ دار افسران کے سامنے باغ کی مذہبی حیثیت واضح کرنے پر ڈپٹی کمشنر صاحب نے عارضی طور پر باغ کی الاٹمنٹ کے خلاف حکم

امتناعی جاری کر دیا۔

بالآخر ستمبر 1949ء میں مشرقی پنجاب کی صوبائی حکومت نے فیصلہ کیا کہ بڑا باغ اور مقبرہ بدستور جماعت احمدیہ کے قبضہ میں رہیں گے۔البتہ باغ کے ساتھ اور اسی میں شامل دو باغیچے اور ایک بہشتی مقبرہ سے ملحقہ کھیت جماعت کی ملکیت سے نکال لیا گیا۔لیکن ہندوستان کی احمدی جماعتوں کے مسلسل احتجاج اور پیہم درخواستوں کے نتیجہ میں 5 جنوری 1953ء کو یہ فیصلہ بھی منسوخ کر دیا گیا۔

1955 ء میں قادیان میں سیلاب کی صورت پیدا ہو گئی جس کے باعث بہشتی مقبرہ کے چاروں طرف بنائی گئی کچی دیوار گر گئی۔

1956-57 ء مجلس کارپرداز کے باہمی مشورہ کے بعد اس کے چاروں طرف پختہ اینٹوں کی دیوار سن 57-1956ء میں بنادی گئی۔

1960ء مولوی برھان احمد ظفر صاحب لکھتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندانی باغ آم کے درختوں پر مشتمل تھا۔ اور باوجود اس کے کہ اپنی پہلی رونق کھو چکا تھا ہماری ہوش تک قائم رہا۔ اور ہم چھوٹے چھوٹے تھے جب اس باغ کے پرانے درخت کاٹ لئے گئے اور ان کی جگہ اور کئی قسم کے نئے درخت لگائے گئے۔قریباً 1960ء کی بات ہے کہ اس وقت مکرم چوہدری فیض احمد صاحب مرحوم سیکرٹری بہشتی مقبرہ تھے۔آپ کو باغبانی کا بہت شوق تھا۔آپ نے اس وقت بہشتی مقبرہ کو خوبصورت بنانے کے لئے کافی کوشش کی......

......ایک فوارہ بھی لگایا گیا ہے اور اس کے لئے ایک اونچی ٹینکی بنائی گئی۔اس میں پانی بھرنے کے لئے ایک ٹیوب ویل پہلے سے ہی موجود تھا۔ جس کے ذریعہ پھلواری کی سیرابی کا کام لیا جاتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں بہشتی مقبرہ کے مغربی جانب ایک کنواں بھی کھودا گیا تھا اور اسی کنویں کے قریب ہی ایک ٹیوب ویل کا انتظام کیا گیا جو اب تک موجود ہے۔

1980 ء فیصلہ ہوا کہ اصل دروازہ صرف صبح کھلے گا باقی اوقات کے لئے مزار مبارک کی چاردیواری کی جنوبی جانب کی دیوار کے ایک حصے کو گرا کر اس میں لوہے کی سلاخیں لگوادی گئیں۔اس وقت (1992ء) تقریباً دس ایکڑ میں اچھی نسل کے آم کے درخت لگے ہوئے ہیں۔

1990 ء تقریباً 14 ایکڑ میں امرود کا باغ (قبروں والی جگہ کو چھوڑ کر) تھا جو 1990ء میں کاٹ دیا گیا۔

بہشتی مقبرہ کے باہر لوہے کا گیٹ ہے۔اس کے اخراجات مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ مرحوم نے دیئے تھے۔ مزار مبارک کے مغربی جانب والے دروازے کو جو آمد و رفت کے لئے استعمال ہوتا تھا دیمک کھا گئی۔اس کی جگہ پر لوہے کا گیٹ مکرم غلام محمد صاحب لون آف کاٹھ پورہ کشمیر نے 1972ء میں لگوایا۔

بشکریہ مکرم سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز

نظام وصیت کا تعارف اور انتظامی ڈھانچہ

بہشتی مقبرہ کے قیام کے لئے آغاز میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی ملکیت کی زمین پیش کی اور بعدازاں مختلف اوقات اور ادوار میں صدر انجمن احمدیہ نے مزید اراضی خرید کر اس میں توسیع کی، جس کا سلسلہ جاری ہے۔

بہشتی مقبرہ قادیان میں پہلی تدفین: بہشتی مقبرہ کے قیام سے قبل 11 راکتوبر 1905ء کو حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صاحب کی نعش حضرت مسیح موعودؑ کے حکم کے مطابق ایک صندوق میں پہلے امانتاً دفن کی گئی۔حضورؑ کا منشاء اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بہشتی مقبرہ کے قیام کا تھا اور حضورؑ سب سے پہلے آپ کی اس میں تدفین چاہتے تھے۔چنانچہ جلسہ سالانہ کے موقع پر 27 دسمبر 1905 کو حضور نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔اس طرح بہشتی مقبرہ میں سب سے پہلے آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

مجلس کارپرداز مصالح قبرستان: رسالہ ......کی اشاعت اور بہشتی مقبرہ کے قیام کے اعلان کے ساتھ ہی حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بہشتی مقبرہ اور نظامِ وصیت کے جملہ امور کی نگرانی اور نظم ونسق کے لئے انجمن کارپرداز مصالح قبرستان کے نام سے ایک انجمن کا قیام فرمایا۔بعدازاں 1906 میں آپؑ نے صدر انجمن احمدیہ کا قیام فرما کر تمام جماعتی اداروں کو صدر انجمن احمدیہ میں مدغم فرماتے ہوئے انجمن کارپرداز مصالح قبرستان کا نام مجلس کارپرداز مصالح قبرستان تجویز فرمایا۔اور اس مجلس کے ابتدائی درج ذیل ممبران نامزد فرمائے:حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب (صدر مجلس) جناب ڈاکٹر سیّد محمد حسین صاحب (سیکرٹری مجلس) جناب خواجہ کمال الدین صاحب (قانونی مشیر) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب (ممبر) حضرت مولوی سیّد محمد احسن صاحب امروہی (ممبر) حضرت خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب (ممبر) جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے (سیکرٹری فنانشل ۔بعد میں سیکرٹری مجلس بھی مقرر ہوئے)

نئے مرکز ربوہ کا قیام اور نظامِ وصیت 1947: میں قیامِ پاکستان کے بعد سلسلہ کے نئے مرکز ربوہ کا قیام عمل میں آیا۔بعد ازاں ستمبر 1948 میں جماعتی دفاتر کو ربوہ منتقل کرنے کے کام کا آغاز ہوا۔ربوہ میں دفتر وصیت اور مجلس کارپرداز کے قیام کے علاوہ قادیان میں بھی مجلس کارپرداز اور دفتر وصیت بدستور قائم رہا۔بعد ازاں پاکستان سے منظور ہونے والی وصایا کو قادیان سے آخری منظور شدہ وصیت نمبر کے بعد کا وصیت نمبر جاری کیا گیا اور تا حال اسی تسلسل میں وصیت نمبرز کا اجراء کیا جارہا ہے۔نیز قادیان میں قیامِ پاکستان کے وقت جو آخری وصیت نمبر تھا، قیامِ پاکستان کے بعد قادیان میں بھی اسی تسلسل سے وصیت نمبرز کا اجراء کیا جارہا ہے۔

ابتداءً ہر وصیت کنندہ کی درخواست (فارم وصیت) دفتر موصول ہونے پر وصیت نمبر جاری کیا جاتا تھا۔70-1969 سے اس طریق میں یہ تبدیلی کی گئی کہ وصیت فارم موصول ہونے پر پہلے عارضی طور پر ایک مسل نمبر جاری کیا جاتا ہے اور وصیت منظور ہونے

کے بعد باقاعدہ وصیت نمبر جاری کیا جاتا ہے۔اس طریق کو جاری کرتے وقت وصیت نمبر 1 سے مسل نمبر کی الاٹمنٹ کی گئی۔

یعنی اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل ہندوستانی شہریت رکھنے والے موصیان، ہندوستان یا دنیا کے کسی ملک میں بھی مقیم ہوں ان کی وصایا پر مجلس کارپرداز قادیان کارروائی کرتی ہے۔پاکستانی اور دیگر تمام ممالک کی شہریت رکھنے والے موصیان کی وصایا پر مجلس کارپرداز ربوہ میں کارروائی کی جاتی ہے۔

بہشتی مقبرہ ربوہ کا قیام: قیام پاکستان کے بعد 1949ء میں ربوہ کا نقشہ تیار ہوا تو شمالی جانب پہاڑیوں کے دامن میں مستطیل شکل میں بہشتی مقبرہ کے لئے جگہ مختص کی گئی۔بہشتی مقبرہ کا رقبہ 75 کنال پر مشتمل تھا۔بعد ازاں 1989ء میں مزید 24 کنال رقبہ اس میں شامل کیا گیا۔یوں بہشتی مقبرہ ربوہ 99 کنال رقبہ پر مشتمل ہے۔اس میں کل 31 قطعات ہیں۔بہشتی مقبرہ میں موجودہ بلاکس اور قطعات کی تقسیم 1952ء میں کی گئی تھی۔

بہشتی مقبرہ ربوہ میں پہلی تدفین: 1949ء میں بہشتی مقبرہ کے قیام سے قبل بھی موصیان کی وفات ہو چکی تھی جن کو امانتاً دفن کیا گیا۔مثلاً حضرت مولانا شیر علی صاحب نے 13 نومبر 1947ء کو لاہور میں وفات پائی۔حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے 17 ستمبر 1948ء کو گوجرانوالہ میں وفات پائی۔حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب نے 17 اکتوبر 1947ء میں وفات پائی۔ان احباب کو بہشتی مقبرہ ربوہ کے قیام کے بعد یہاں منتقل کیا گیا۔ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں پہلی تدفین کی سعادت ایک موصیہ خاتون نے حاصل کی۔یہ خوش نصیب محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری برکت علی صاحب وکیل المال اول تحریک جدید تھیں۔آپ کی وفات 27/اپریل 1949ء کو ہوئی اور آپ کا وصیت نمبر 4538 ہے۔

چاردیواری بہشتی مقبرہ ربوہ: حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ حرم حضرت اقدس مسیح موعود کی وفات 20 اپریل 1952 کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم پر موجودہ چاردیواری کا قیام عمل میں آیا۔چاردیواری میں سب سے پہلے حضرت اماں جان کی تدفین کے بعد اس بابرکت مقام میں دو خلفاء یعنی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی مدفون ہیں۔نیز حضرت مسیح موعود کی مبشر اولاد کے پانچوں افراد یہاں دفن ہیں۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور آپ کی حرم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ (مدفون اسلام آباد، ٹلفورڈ، سرے، برطانیہ) کے یادگاری کتبات بھی چاردیواری میں نصب شدہ ہیں۔

قطعہ رفقاء ربوہ: بہشتی مقبرہ ربوہ میں چاردیواری کے اردگرد چاروں اطراف میں حضرت مسیح موعود کے رفقا کی قبریں ہیں اور اس کو قطعہ رفقا کہتے ہیں۔ان میں حضرت مسیح موعود کے جید جلیل القدر اور ممتاز رفقا بھی شامل ہیں جنہیں مقبول خدمت دینیہ کی غیر معمولی توفیق بھی حاصل ہوئی۔

قطعہ خاص ربوہ: بہشتی مقبرہ کے درمیان میں چاردیواری کے تقریباً سامنے مغربی سمت ایک مخصوص قطعہ ہے اس کو قطعہ خاص کہا جاتا ہے۔حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب کی وفات 5 اگست 1983 کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد پر یہ قطعہ مخصوص ہوا کہ یہاں وہ بزرگ شخصیات دفن ہوں جن کی جماعتی خدمات نمایاں ہوں۔گویا اس قطعہ کا آغاز حضرت مولانا عبدالمالک خان

صاحب کی تدفین سے ہوا۔

شرط نمبر 4 کے تحت تدفین: حضرت مسیح موعود نے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے خوش قسمت لوگوں کے لئے چار شرائط بیان فرمائیں جو کہ رسالہ ...... میں شائع شدہ ہیں۔ شرط نمبر 4 کے الفاظ یہ ہیں: ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔ اس شرط کے تحت حضرت مسیح موعود نے بعض صالحین کے لئے بغیر وصیت کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کا راستہ کھولا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے زمانہ میں بعض جید رفقا کو وصیت کے بغیر بھی بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی تدفین کے ذریعہ بہشتی مقبرہ کا آغاز حضور نے فرمایا۔ حضرت صاحبزادہ سیّد عبداللطیف شہید کابل، حضرت عبدالرحمان صاحب شہید کابل کے کتبات نصب فرمائے۔ اب یہ اختیار خلیفۃ المسیح کو ہے کہ وہ جس کو چاہیں اس شرط کے تحت بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کا ارشاد فرمائیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر جن احباب کی اس شرط کے تحت تدفین ہوئی ان میں سے بعض کے اسماء یہ ہیں: حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب۔ مکرم عبدالرحمان صاحب سماٹری انڈونیشیا سے تحصیل علم کے لئے قادیان آئے۔ 13 اگست 1941 کو علالت کے باعث صرف 24 سال کی عمر میں قادیان میں وفات پا گئے۔ حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر آپ کی تدفین غیر موصی ہونے کے باوجود بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

مکرم میاں جمال احمد صاحب ابن مستری نذر محمد صاحب بھاٹی گیٹ لاہور جو کہ ٹی آئی کالج لاہور میں F.Sc کے طالب علم تھے اور مستعد فعال خادم تھے۔ 6 مارچ 1953ء میں فسادات کے دوران صرف 17 سال کی عمر میں شہید کر دیئے گئے۔ شہادت سے پہلے آپ کو لالچ دیا گیا کہ اگر تم کہہ دو کہ تم مرزائی نہیں ہو تو بچ جاؤ گے مگر آپ نے یہ گوارا نہ کیا اور آپ کو شہید کر دیا گیا۔ انہیں بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کیا گیا۔

مکرم سید رضوان عبداللہ صاحب ابن سید عمر ابو بکر آفندی آف خرطوم سوڈان۔ آپ 1950ء میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ 26 اگست 1953ء کو طلبا کے ساتھ دریائے چناب گئے۔ وضو کرتے ہوئے پاؤں پھسل گیا اور آپ دریا میں ڈوب کر وفات پا گئے۔ حضرت مصلح موعود کی اجازت سے بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ رفقا میں غیر موصی ہونے کے باوجود دفن ہوئے۔

مقبرہ ہائے موصیان بیرون ممالک: نظام وصیت میں وسعت اور بیرون ممالک میں موصیان کرام کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر 1993ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بیرون ممالک میں مقبرہ موصیان بنانے کی ہدایت فرمائی۔ ان ممالک کے مقابر کو مقبرہ موصیان کہا جاتا ہے یعنی ایسا قطعہ جہاں موصیان کی تدفین عمل میں لائی جائے۔ چنانچہ حضور کی اس ہدایت کے پیش نظر مختلف ممالک میں قطعات موصیان بنائے گئے ہیں۔ جن ممالک میں مقبرہ ہائے موصیان بن چکے ہیں ان کے اسماء یہ ہیں: برطانیہ، امریکہ (امریکہ میں چار مقامات پر قطعات موصیان بن چکے ہیں) انڈونیشیا، آسٹریلیا، بنگلہ دیش، غانا، نائیجیریا، سویڈن، ناروے، سیرالیون، ماریشس اور کینیا۔

بہشتی مقبرہ ربوہ (توسیع): بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کی گنجائش ختم ہونے کے باعث بہشتی مقبرہ ربوہ کی توسیع کی غرض سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے طاہر آباد ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ کی مملوکہ اراضی جس کا کل رقبہ تقریباً 200 کنال ہے مختص کیا گیا۔ نئے بہشتی مقبرہ کی پہچان کے لئے اس کا نام حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے بہشتی مقبرہ ربوہ (توسیع) تجویز ہوا۔ جس میں مورخہ یکم دسمبر 2009ء سے تدفین کا آغاز کیا گیا۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں آخری قطعہ نمبر 31 ہے اس لئے نئی جگہ بہشتی مقبرہ ربوہ (توسیع) میں قطعات بندی اسی تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے قطعہ نمبر 32 سے شروع کی گئی ہے۔

تدفین و یادگاری کتبہ جات: بہشتی مقبرہ میں تدفین سے متعلق رائج طریق یہ ہے کہ تمام ہندوستانی شہریت رکھنے والے موصیان جو ہندوستان یا دنیا کے کسی ملک میں بھی مقیم ہوں کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں اور تمام پاکستانی شہریت رکھنے والے موصیان جو پاکستان یا دنیا کے کسی ملک میں بھی مقیم ہوں کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں لائی جاتی ہے۔ جبکہ دیگر تمام ممالک کی شہریت رکھنے والے موصیان کی تدفین بالعموم مقبرہ موصیان یا مقامی قبرستان میں کی جاتی ہے۔ اگر کسی موصی کی تدفین بہشتی مقبرہ میں نہ ہو سکے تو یادگاری کتبہ جات سے متعلق رائج طریق یہ ہے کہ ہندوستانی اور دیگر تمام ممالک کی شہریت رکھنے والے موصیان کے کتبہ یادگار بہشتی مقبرہ قادیان میں اور پاکستانی شہریت رکھنے والے موصیان کے کتبہ یادگار بہشتی مقبرہ ربوہ میں لگائے جاتے ہیں۔ ہندوستانی شہریت رکھنے والے موصیان کے علاوہ دیگر تمام ممالک کی شہریت رکھنے والے موصیان کے حسابات کیونکہ مجلس کارپرداز ربوہ میں ہوتے ہیں اس لئے ان کے قادیان میں کتبہ یادگار کی تنصیب کے لئے مجلس کارپرداز ربوہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح سے منظوری حاصل کر کے مجلس کارپرداز قادیان کو اس کی اطلاع بھجوائی جاتی ہے۔

قواعد وصیت: حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے 1905 میں صدر انجمن احمدیہ کو باقاعدہ رجسٹرڈ کروایا۔ 1935ء میں پہلی مرتبہ حضرت مصلح موعودؓ کی منظوری سے صدر انجمن احمدیہ کے قواعد مرتب ہو کر ریکارڈ کئے گئے۔ 1947 میں قیام پاکستان کے بعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان کو ملکی قانون کے تحت باقاعدہ رجسٹرڈ کروایا گیا۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے ابتداء میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے قواعد و ضوابط کو ہی اپنایا، تاہم بعد ازاں حسب حالات ترامیم ہوتی رہیں اور ان ترامیم کا سلسلہ اس قدر بڑھ گیا کہ ترمیم شدہ قواعد و ضوابط کو از سر نو ترتیب دے کر شائع کرنے کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ 1966 میں یہ ترمیم شدہ قواعد شائع کئے گئے۔ بعد ازاں ان قواعد میں بھی مزید ترمیمات ہوتی رہیں 1983 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے وصیت کی بنیادی اغراض کے مدنظر سارے قواعد وصیت پر یکجائی صورت میں نظر ثانی کرنے اور جملہ قواعد کو از سر نو ترتیب دینے کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی۔ اس کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ مجوزہ قواعد وصیت بعض ترامیم کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے منظور فرمائے جو نظارت بہشتی مقبرہ کی طرف سے شائع کئے گئے۔ بعد ازاں ان قواعد میں بھی خلافت رابعہ و خلافت خامسہ میں بعض تبدیلیاں کی گئیں۔ ان تبدیلیوں کے بعد مئی 2009 میں نظارت بہشتی مقبرہ کی طرف سے قواعد وصیت شائع کئے گئے۔ اس وقت یہی قواعد وصیت مطبوعہ 2009 رائج ہیں جن کا دوسرا ایڈیشن 2014 میں شائع کیا گیا ہے۔

دفتر وصیت ربوہ: حسب قواعد، بہشتی مقبرہ کی نظارت وصیت کے لئے ناظر صیغہ مجلس کارپرداز ہے۔ جس کے ممبران کی کم سے کم تعداد پانچ اور موجودہ تعداد دس ہے۔ صدر مجلس کارپرداز، ہر سال کے شروع میں ممبران مجلس کارپرداز کی حضرت خلیفۃ المسیح سے منظوری حاصل کرتے ہیں۔ دفتری اور انتظامی امور کی نگرانی سیکرٹری مجلس کارپرداز کی ذمہ واری ہے۔ دفتر وصیت (نظارت بہشتی مقبرہ) کے دفتری اور انتظامی امور کی انجام دہی کے لئے دفتر کو جن مختلف شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان شعبہ جات کے اسماء یہ ہیں: اسسٹنٹ سیکرٹری مجلس کارپرداز، معاون ناظر مجلس کارپرداز، اکاؤنٹس، ریکارڈ، آمد ڈاک، نئی وصایا، کھاتہ داران، دست ورقی، استقبالیہ، روانگی ڈاک۔

موصیان کے اعداد و شمار: حضرت مسیح موعود کی تحریک وصیت کے بعد اس میں والہانہ انداز میں خوش قسمت احمدیوں نے لبیک کہا۔ اس وقت (اپریل 2016) تک مجلس کارپرداز ربوہ کے ماتحت کل منظور شدہ وصایا کی تعداد 1,12,000 علاوہ ازیں 12,400 وصایا زیر کارروائی ہیں اور 117 ممالک میں بفضلِ خدا نظام وصیت قائم ہو چکا ہے۔

نظامت تشخیص جائیداد موصیان: موصی کی جائیداد کی تشخیص اور ترکہ کی کارروائی زیر انتظام نظامت تشخیص جائیداد موصیان عمل میں لائی جاتی ہے۔

وکالت مال ثانی تحریک جدید: بیرون از پاکستان تمام جماعتیں تحریک جدید انجمن احمدیہ کے ماتحت ہیں اس لئے بیرون از پاکستان تمام ممالک کے وصیت کنندگان کی وصیت کی درخواستوں پر کارروائی اور موصیان سے ہر قسم کی خط و کتابت دفتر وکالت مال ثانی تحریک جدید کی معرفت کی جاتی ہے۔

جلد وصیتیں کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

پس تم جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف (دین حق) اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اُٹھائے کہ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردہ کہا جاتا تھا جسے ذلت کی بستی کہا جاتا تھا اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دنیا کے دکھوں اور دردوں کو دور کر دیا جس نے ہر امیر غریب کو ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور اُلفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرما دی۔

مکرم حافظ انوار رسول صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری مجلس کارپرداز

قواعد وضوابط برائے وصیت کنندگان

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موصیان کے لئے شرائط بیان کرنے کے بعد فرمایا:

''اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے۔**اور ابد تک خدا کی اُن پر رحمتیں ہوں گی**...... میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں بلکہ تم اشاعتِ دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کروگے اور بہشتی زندگی پاؤگے''

بنیادی طور پر وصیت کا طریق کار اب بھی وہی ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 1905ء میں رسالہ...... میں تحریر فرما دیا تھا۔لہٰذا وصیت کرنے سے پہلے رسالہ...... کا بغور مطالعہ از بس ضروری ہے۔اس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔نظام وصیت میں شامل ہونے سے قبل قواعد وصیت سے آگاہی ہر احمدی کو ہونی چاہئے۔ذیل میں وصیت کے بعض دفتری قواعد وضوابط کو عام فہم بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

وصیت کی اہلیت: وصیت کنندہ کے لئے لازم ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ دعاوی پر ایمان رکھتا ہو،شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابندِ احکام شریعت ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول ﷺ پر سچا ایمان لانے والا ہو اور مخلص احمدی ہو نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

اہلیت بلحاظ عمر وصحت: ہر احمدی جو بلوغت کی عمر (جو عموماً 15 سال ہے) کو پہنچ چکا ہو وصیت کرنے کا اہل ہوتا ہے۔البتہ ملکی وشرعی قانون میں فرق کی وجہ سے 18 سال کی عمر میں تجدید وصیت کرنی ہوگی۔اور 60 سال یا زائد عمر کی صورت میں وصیت کنندہ کو مناسب وجہ تحریر کرنا ہوگی کہ اس سے قبل وصیت کیوں نہ کی۔وصیت کنندہ کے لئے لازم ہے کہ وہ بقائمی ہوش وحواس اور صحت کی حالت میں وصیت کرے۔مرض الموت (یعنی ایسی شدید بیماری جس میں موت کا قوی امکان ہو) میں کی گئی وصیت جائز نہ ہوگی۔

شرح وصیت (جائیداد وآمد): وصیت کنندہ اپنی آمد اور جائیداد پر کم از کم 1/10 حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ 1/3 حصہ کی شرح سے وصیت کرسکتا ہے۔وصیت کنندہ کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی کل جائیداد (موجودہ اور بعد میں بنائی جانے والی) کا کم از کم دسواں حصہ بطور وصیت دینے کا تحریری اقرار کرے۔اگر وصیت کنندہ صاحب جائیداد نہیں ہے مگر آمد کا کوئی ذریعہ ہے تو اپنی آمدنی کا کم از کم 1/10 حصہ ماہوار انجمن کو ادا کرنے کا اقرار کرے۔اگر آمد سہ ماہی، ششماہی یا سالانہ ہو تو حصول آمد پر اپنی مقررہ شرح کے حساب سے انجمن کو ادا کرنے کا اقرار کرے۔طالب علم اور گھریلو خواتین کے لئے ضروری ہے کہ اپنے رہن سہن وخورد ونوش اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا ماہوار جیب خرچ مقرر کریں اور اس میں سے مقررہ شرح کے مطابق حصہ آمد ادا کریں۔

چندہ جات میں باقاعدگی: نظام وصیت میں شمولیت چونکہ اعلیٰ درجہ کی قربانی ہے اس لئے وصیت کنندہ کے لئے لازم ہوگا کہ وہ بوقت وصیت چندہ عام کا بقایا دار نہ ہو نیز دیگر تحریکات کے چندہ جات میں باقاعدہ ہو۔اور نہ ہی کسی مدفون موصی کے بقایا جات کی ادائیگی اس کے ذمہ ہو۔

طریقہ کار وصیت: وصیت کرنے سے پہلے رسالہ ......کو غور سے پڑھ لیا جائے۔اگر کوئی احمدی خود پڑھ نہیں سکتا تو کسی سے سن لے۔وصیت کے لئے مقررہ فارم پُر کر کے مقامی جماعت کی معرفت بغرض منظوری دفتر وصیت صدر انجمن احمدیہ کو بھجوایا جاتا ہے۔رسالہ ......اور وصیت فارم دفتر مجلس کارپرداز کی طرف سے مقامی جماعتوں میں بھجوا دیا جاتا ہے۔جو احمدی وصیت کی خواہش رکھتا ہے وصیت فارم صدر صاحب جماعت یا سیکرٹری صاحب وصایا سے حاصل کرسکتا ہے۔

وصیت فارم پُر کرنے کا طریقہ: وصیت فارم ایک قانونی دستاویز ہے اس لئے نہایت احتیاط سے پُر کیا جائے۔وصیت نامہ تحریر کرنے سے پہلے فارم کو اچھی طرح پڑھ لیا جائے۔فارم وصیت کے پہلے حصہ میں وصیت کنندہ اپنا نام ولدیت،خواتین اپنی زوجیت (خاوند کا نام)اور قوم تحریر کریں۔پھر اپنا پیشہ تحریر کیا جائے۔نوعیت پیشہ کی وضاحت یعنی ملازمت سرکاری/نیم سرکاری/پرائیویٹ کی نوعیت،کاروبار/تجارت کی نوعیت اور طالبعلم کی صورت میں کلاس یا کورس بھی تحریر کیا جائے۔گھریلو خواتین کا پیشہ خانہ داری تحریر ہوگا۔

اس کے بعد تاریخ پیدائش مکمل لکھی جائے یا کم ازکم پیدائش کا سال تحریر کیا جائے۔تاریخ بیعت میں بیعت کی تاریخ اور سال۔نیز پیدائشی طور پر احمدی ہونے کی صورت میں پیدائشی احمدی تحریر کیا جائے۔وصیت کنندہ اپنا موجودہ پتہ جس پر خط وکتابت کی جاسکے نیز مستقل پتہ اور فون نمبر وغیرہ بھی تحریر کریں۔یہ بات یاد رہے کہ بعد وصیت ایڈریس تبدیل ہونے کی صورت میں دفتر وصیت (مجلس کارپرداز) صدر انجمن احمدیہ کو اطلاع کرنا بھی موصی کی ذمہ داری ہوگی۔پھر تاریخ وصیت لکھی جائے نیز یہ بھی کہ کب سے وصیت لاگو ہو آج (یعنی تاریخ تحریر) سے یا پھر منظوری وصیت سے۔وصیت کنندہ اپنی مالی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے رسالہ ...... میں حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ پہلی شرط کے مطابق بہشتی مقبرہ کی تزئین کے لئے مقامی جماعت میں چندہ شرط اول داخل کرے نیز دفتر کی طرف سے مختص کردہ رقم اعلان وصیت (جو کہ آجکل -/300 روپے ہے) الفضل کے لئے جمع کرا کر وصیت فارم پر رسید کا نمبر تحریر کرے۔

جائیداد و آمد سے متعلق اہم امور: وصیت کنندہ بقائمی ہوش وحواس وصیت فارم میں اپنی ساری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ مکمل کوائف کے ساتھ تحریر کرے۔

- غیر منقولہ جائیداد مثلاً زمین،مکان،پلاٹ یا دوکان ہو تو رقبہ،ایڈریس (محل وقوع) اور موجودہ مالیت تحریر کی جائے۔ترکہ یا مشترکہ کی صورت میں حصہ داران کی تفصیل بھی ضرور لکھی جائے۔نیز اگر کسی جائیداد پر کوئی قانونی پیچیدگی ہو یا کوئی کیس چل رہا ہو تو اس کا بھی ذکر کردیا جائے۔
- جانور یا کوئی اور منقولہ جائیداد ہو تو اس کی قسم اور مالیت بھی تحریر کی جائے۔
- اگر زیور ہو تو زیور کی تفصیل وزن اور اندازاً مالیت نیز زیور کی قسم یعنی طلائی یا نقرئی وغیرہ کی وضاحت بھی تحریر کی جائے۔
- اس کے علاوہ نقدی،بینک بیلنس،شیئرز وغیرہ ہو تو مکمل تفصیل درج کریں۔
- شادی شدہ خواتین حق مہر کی تفصیل بھی لکھیں مالیت حق مہر،ادا شدہ ہے یا بذمہ خاوند ہے اگر بذمہ خاوند ہے تو پھر وصیت فارم کے آخری صفحہ پر خاوند کی تصدیق نیز دو مرد گواہان کے کوائف ودستخط کے ساتھ تحریر ہو۔
- اگر جائیداد نہیں ہے تو وصیت فارم پر تحریر ”اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے“ کے الفاظ کو ٹک مارک سے واضح کردیا جائے یا جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی صورت میں ان الفاظ کو کاٹ دیا جائے۔

- وصیت کنندہ اپنی ماہوار یا سالانہ آمد نیز ذریعہ آمد تحریر کرے اس کے علاوہ اگر کسی جائیداد سے آمد ہو تو وہ بھی تحریر کی جائے مثلاً زمین سے آمد یا کرایہ مکان ودکان وغیرہ۔
- آمد سے مراد وہ تمام تر آمد ہے جو مختلف ذرائع سے حاصل ہوتی ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ تقویٰ کی بنیاد پر پورے انشراح کے ساتھ ہر ذریعہ سے حاصل ہونے والی آمد کا تعین کیا جائے۔
- آمداور جائیداد کی شرح وصیت بھی تحریر کر دی جائے۔
- اسی طرح العبد /الامۃ یعنی وصیت کنندہ اپنا نام، ولدیت اور مکمل پتہ لکھے۔اپنے دستخط کرے اور نشان انگوٹھا بھی لگائے۔اسکے علاوہ دو مرد گواہان کے نام مع ولدیت ومکمل پتہ و دستخط اور نشان انگوٹھے بھی لگوائے۔اگر کہیں مرد گواہ دستیاب نہ ہوں تو ایک مرد کی جگہ دو خواتین کی گواہی تحریر کی جاسکتی ہے۔
- گواہان بالغ ہوں نیز گواہان اور وصیت کنندہ کے دستخط اور نشان انگوٹھا دونوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔
- اس کے علاوہ دو معزز احباب جماعت کو وصیت کنندہ کی دینی حالت نیز فارم میں درج جائیداد و آمد کے بارہ میں تصدیق کرنا ہوگی نیز وصیت کنندہ جس ذیلی تنظیم میں شامل ہو اس تنظیم کے سربراہ کی تصدیق بھی کرائی جائے۔ تینوں مصدقین کے دستخط کروائے جائیں نیز نام اور پتہ بھی تحریر کیا جائے۔

تصدیق کوائف وصیت کنندہ: وصیت فارم کے صفحہ نمبر 3 پر مقامی جماعت کے ممبران مجلس عاملہ وصیت کنندہ کی اخلاقی و دینی نیز معاشرتی ومعاشی حالت اور جائیداد کی تفصیل پوچھے گئے سوالات کے جوابات کی صورت میں دیں گے۔تمام سوالات کے جوابات واضح تحریر کریں۔صرف ہاں یا نہ لکھنا کافی نہ ہوگا۔وصیت فارم کے تمام اندراجات مکمل اور درست ہونے نیز وصیت کنندہ کے چندہ جات کے حوالہ سے تصدیق کے لئے صدر صاحب/امیر صاحب جماعت، سیکرٹری صاحب مال اور سیکرٹری صاحب وصایا اپنے دستخط کریں گے۔بعد تحریر وتکمیل وصیت فارم مقامی جماعت کی معرفت نظارت بہشتی مقبرہ صدر انجمن احمدیہ کو بھجوایا جائے۔

وصیت نہ کرنے والوں پر حسرت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

- **”یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔** پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وہ وصیت کے بارے میں سستی دکھلاتے ہیں میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں ان کو آج کل کرتے کرتے موت آجاتی ہے پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر دفن نہیں کئے جاسکتے۔سب کے دل ان کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلصین تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے۔مگر ان کی ذرا سی غفلت اور ذرا سی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے“

(الفضل یکم ستمبر 1932ء)

بشکریہ مکرم ناظم صاحب تشخیص جائیداد موصیان مجلس کارپرداز

دفتر وصیت اور تشخیص جائیداد کا تعارف

اور موصیان کے لئے ضروری معلومات وہدایات

شعبہ جات دفتر وصیت: دفتر وصیت (نظارت بہشتی مقبرہ) کے دفتری اور انتظامی امور کی انجام دہی کے لئے دفتر کو مختلف شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا ہے۔دفتر کے جن شعبہ جات سے موصیان کو عام طور پر واسطہ رہتا ہے ان شعبہ جات سے متعلق ضروری معلومات اور ہدایات موصیان واحباب جماعت کی راہنمائی کی غرض سے ذیل میں درج کی جارہی ہیں۔

شعبہ نئی وصایا: فارم وصیت پُر کرنے سے قبل رسالہ ...... پڑھ یا سُن لینا ضروری ہے۔فارم وصیت پُر کرنے کے لئے فارم کے صفحہ 4 پر درج ہدایات کا مطالعہ کر کے حسب ہدایات فارم پُر کیا جائے۔فارم وصیت کے تمام خانے اور کالم پُر کرنے ضروری ہیں کوئی خانہ یا کالم خالی نہیں چھوڑنا چاہئے۔

فارم وصیت پُر کر کے دفتر ارسال کرنے سے قبل وصیت کنندہ کے لئے ضروری ہے کہ اعلانِ وصیت کی مقررہ رقم 300 روپے اور حسب قواعد شرطِ اوّل کی ادائیگی حسب حیثیت مقامی جماعت میں کی جائے۔شرطِ اوّل میں رسمی طور پر مخصوص رقم اداء کرنا درست نہیں، وصیت کنندہ کی حیثیت کے مطابق ادائیگی ہونی چاہئے۔فارم وصیت میں جائیداد کی مکمل تفصیل تحریر کی جائے۔زیور کی تفصیل اور وزن بھی تحریر کیا جائے۔غیر منقولہ جائیداد، مکان، پلاٹ یا زرعی زمین کا مکمل محلِ وقوع اور ایڈریس تحریر کیا جائے۔وراثتی جائیداد میں وصیت کنندہ کا شرعی حصہ اور دیگر ورثاء کی تفصیل بھی تحریر کی جائے۔

شعبہ کھاتہ داران: پاکستان میں مقیم موصیان کو تبدیلی ایڈریس کی صورت میں دفتر وصیت کو اپنے نئے ایڈریس سے فوری مطلع کرنا چاہئے۔موصی کے لئے ضروری ہے کہ ماہ بماہ آمد کی صورت میں ادائیگی بھی ماہ بماہ کی جائے، چھ ماہ تک ادائیگی نہ کرنا درست نہیں۔ 30 جون کو مالی سال ختم ہوتا ہے اس لئے موصی کی جو ادائیگی 30 جون کے بعد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کروائی جائے وہ ادائیگی نئے مالی سال میں شمار ہوتی ہے لہذا موصی کو ماہ جون کے آغاز میں ہی آمد کے مطابق اپنی ادائیگی مقامی سیکرٹری صاحب مال کو جمع کروا دینی چاہئے۔بیرون از پاکستان تمام ممالک میں موصیان کی آمد اور جائیداد کی ادائیگیوں کا ریکارڈ دفتر وکالت مال ثانی تحریک جدید میں ہوتا ہے۔اس لئے بیرون از پاکستان موصیان کی آمد کے حسابات بھی دفتر وکالت مال ثانی تحریک جدید ہی مرتب کر کے موصیان اور دفتر وصیت کو مطلع کرتا ہے۔

مالی سال کے آغاز میں مقامی سیکرٹری صاحب مال کو متوقع آمد پر بجٹ لکھوایا جاتا ہے دوران سال آمد میں کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے۔اس لئے دفتر وصیت مالی سال کے اختتام پر ہر موصی سے حساب فہمی کرتا ہے لہذا مالی سال کے اختتام پر دفتر وصیت کو اپنی

اصل آمد سے مطلع کرنا ضروری ہے۔ دوران سال موصی کی تمام مختلف ذرائع آمد سے روٹین کی آمد کے علاوہ بھی ہر قسم کی آمد پر حصہ آمد کی ادائیگی واجب ہے۔ موصی کو دوران سال اپنی ہر قسم کی آمد کا حساب رکھنا چاہئے اور مالی سال کے اختتام پر دفتر وصیت کو اپنی اصل آمد کے مطابق بجٹ سے مطلع کرنا چاہئے۔ سال کے آغاز میں سیکرٹری صاحب مال کو متوقع آمد کے مطابق لکھوائے جانے والے بجٹ کے مطابق اپنی وصیت کا حساب مکمل کروانے کا طریق درست نہیں۔ موصی کو اپنی اصل آمد کے مطابق حساب مرتب کروانا چاہئے۔ مالی سال ختم ہونے کے بعد ہر موصی کو اس کی ادائیگیوں کا گوشوارہ اور فارم تصدیق حصہ آمد بھجوایا جاتا ہے۔ یہ فارم پُر کر کے دفتر وصیت واپس بھجوانا ہر موصی کے لئے ضروری ہے اور اگر کسی موصی کو 30 دسمبر تک گوشوارہ اور تصدیق فارم حصہ آمد موصول نہ ہو تو بذریعہ فون دفتر وصیت سے رابطہ کر کے مطلع کرنا چاہئے۔ دفتر سے حساب فہمی مکمل ہونے تک اپنی ادائیگیوں کی رسیدات محفوظ رکھنی چاہئیں۔

شعبہ استقبالیہ: موصی کی وفات کی اطلاع ملنے پر مسل وصیت ملاحظہ کر کے ورثاء کو موصی کی آمد اور جائیداد کے کوائف سے مطلع کیا جاتا ہے نیز ورثاء سے موصی مرحوم کے جنازہ اور تدفین کے پروگرام سے متعلق ضروری معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔

موصی مرحوم کے ورثاء کے دفتر حاضر ہونے پر موصی کی وفات کی اطلاع تحریراً حاصل کی جاتی ہے۔ جس میں موصی مرحوم کا نام، ولدیت/زوجیت، وصیت نمبر، تاریخ وفات اور وجہ وفات تحریر ہونا ضروری ہے۔ موصی مرحوم کی وفات کی یہ اطلاع ورثاء کی طرف سے بذریعہ فیکس بھی دفتر کو بھجوائی جاسکتی ہے۔ جس میں اطلاع بھجوانے والے کا نام، موصی مرحوم سے رشتہ اور فون نمبر تحریر ہو۔

موصی مرحوم کے حساب حصہ آمد مکمل نہ ہونے کی صورت میں ورثاء سے ضروری معلومات اور مقامی جماعت کی تصدیق و رپورٹ حاصل کر کے حساب حصہ آمد مکمل کیا جاتا ہے۔ موصی مرحوم کی جائیداد اور ترکہ سے متعلق کاروائی دفتر نظامت تشخیص جائیداد موصیاں میں عمل میں لائی جاتی ہے۔

دفتر نظامت تشخیص جائیداد موصیاں میں موصی مرحوم کے ورثاء سے فارم کوائف موصی/موصیہ برائے تدفین (فارم جدول د) پُر کروایا جاتا ہے۔ اس فارم کا نمونہ قواعد وصیت بر صفحہ 49 ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔

موصی کی مسل وصیت اور ورثاء کے بیان کے مطابق اگر بوقتِ وفات موصی کی کوئی ایسی جائیداد ہو جس پر موصی کی طرف سے زندگی میں ادائیگی نہ کی گئی ہو تو ایسی غیر منقولہ جائیداد کی اندازاً مالیت ورثاء سے ہی معلوم کر کے ورثاء کو اس کے مطابق ادائیگی کرنے کے لئے حساب بنا دیا جاتا ہے نیز نظامت تشخیص جائیداد موصیاں کی طرف سے موصی مرحوم کی آغازِ وصیت سے وفات تک جائیداد اور اس پر ادائیگی سے متعلق مفصل رپورٹ مرتب کر کے پیش کی جاتی ہے۔

ایسی جائیداد جس پر موصی کی وفات کے وقت اندازاً مالیت پر ادائیگی کی گئی ہو، اس کی تشخیص حسبِ ضابطہ موصی کی تدفین کے بعد مقامی جماعت سے کروائی جاتی ہے تشخیص کے بعد اگر موصی مرحوم کے ذمہ کوئی مزید واجب الاداء حصہ جائیداد ہو تو اس کی ادائیگی کے لئے ورثاء کی خدمت میں تحریر کیا جاتا ہے۔

بیرون از پاکستان جس ملک سے بھی موصی کی میت تدفین کے لئے بہشتی مقبرہ لائی جا رہی ہو اس ملک کے نیشنل امیر صاحب و سیکرٹری صاحب وصایا کی طرف سے موصی کی اس ملک میں آمد اور جائیداد کی تفصیل اور اس پر ادائیگی سے متعلق رپورٹ دفتر

وکالت مال ثانی تحریک جدید کے توسط سے حاصل کی جاتی ہے۔

موصی مرحوم کے ذمہ واجب الادا ءحصہ جائیداد کی ورثاء کی طرف سے ادائیگی کے بعد موصی مرحوم کی آمد اور جائیداد سے متعلق مفصل رپورٹ مرتب کر کے موصی کی بہشتی مقبرہ میں تدفین کی اجازت کے لئے رپورٹ حسب قاعدہ نمبر 78 الف مکرم محترم ناظر صاحب اعلیٰ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔(قاعدہ نمبر 78 الف: بہشتی مقبرہ میں موصیان کی تدفین خلیفۃ المسیح کی اجازت سے ہوگی اور خلیفۃ المسیح کی مرکز سے غیر موجودگی کی صورت میں یہ اجازت ناظر اعلیٰ سے حاصل کی جائیگی۔)

بعد از اجازت مکرم محترم ناظر صاحب اعلیٰ ،موصی مرحوم کی بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں لائی جاتی ہے۔موصی مرحوم کے مزید ترکہ کی کاروائی مکمل ہونے پر کتبہ لگوایا جاتا ہے۔(اس دوران موصی کے مزار پر عارضی طور پر تختی لگائی جاتی ہے)موصی /موصیہ کی وفات کی صورت میں فوراً دفتر وصیت کو اطلاع دی جائے نیز موصی /موصیہ کا نام وولدیت /زوجیت اور وصیت نمبر سے ضرور مطلع فرمائیں اسی طرح یہ کہ موصی کی وفات کا سبب کیا تھا؟ لواحقین میت کو لے کر ربوہ کب پہنچیں گے اور کتنے احباب وخواتین ہمراہ ہوں گے؟

اگر فیکس کی سہولت موجود ہو تو محترم صدر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ موصی کی آمد کا حساب اور جائیداد کی تفصیل اور حصہ جائیداد کی ادائیگی سے متعلق رپورٹ دفتر وصیت ربوہ کو فیکس کر دی جائے تا کہ جنازہ پہنچنے سے قبل دفتری کاروائی مکمل ہو سکے۔

دفتر وصیت کے فون نمبرز ،فیکس نمبر اور ای میل درج ذیل ہیں

PTCL=047-6212969 MOBILE=0335-6018822

FAX=047-6213459 E MAIL=sec.mkp@saapk.org

اگر ورثاء میں سے کوئی ایک فرد جنازہ سے پہلے دفتر وصیت پہنچ جائے تو تدفین کی اجازت کی بروقت کاروائی کر کے تاخیر کی زحمت سے بچا جا سکتا ہے۔جو وفات کسی حادثہ سے ہو یا پولیس کاروائی کا امکان ہو تو ایسی میت کو عارضی طور پر امانتاً عام قبرستان میں دفن کیا جائیگا۔ایسا موصی /موصیہ جسکی وصیت ابھی منظوری کے مراحل میں ہے اگر فوت ہو جائے تو اسکی نعش دفتر وصیت سے رابطہ اور مشورہ کرنے کے بعد ہی ربوہ لائیں۔

تابوت کا سائز: چوڑائی 1.5 فٹ اونچائی 1.25 فٹ لمبائی 6.5 فٹ مقرر ہے۔اگر تابوت کا ڈھکنا قبضے والا ہو یا دو ٹکڑوں میں ہو تو میت کو ریت اور مٹی سے محفوظ رکھنے کیلئے پلاسٹک شیٹ ہمراہ لائیں۔امانتاً تدفین کے وقت کوشش کی جائے کہ تابوت لکڑی کا ہو(چپ بورڈ کا نہ ہو) تا کہ چھ ماہ بعد جب تابوت نکالا جائے تو بہتر حالت میں ہو۔

نظامت تشخیص جائیداد موصیاں کے کام کی تفصیل: موصی کی تشخیص جائیداد کی کاروائی زیر انتظام نظامت تشخیص جائیداد موصیاں عمل میں لائی جاتی ہے۔نظامت تشخیص جائیداد کے کام کو درج ذیل تین بنیادی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1۔ موصی کی طرف سے زندگی میں تشخیص جائیداد کی درخواست پر تشخیص کی کاروائی کرنا۔

2۔ موصی کی وفات پر آغاز وصیت سے لے کر وفات تک موصی کی جائیداد اور اس پر ادائیگی کی مفصل رپورٹ مرتب کرنا۔

3۔ موصی کی تدفین کے بعد موصی کے مزید ترکہ کی کاروائی کرنا۔

مندرجہ بالا تینوں امور کی انجام دہی کی تفصیل اور طریقہ کار بالترتیب درج ذیل ہے :

1- موصی کی زندگی میں تشخیص جائیداد کا طریق اور اسکی تفصیل:- موصی کی تشخیص جائیداد کیلئے درخواست ۔منظوری وصیت کے بعد زندگی میں موصی اگر اپنی کسی جائیداد کی تشخیص کروانا چاہے تو حسب قواعد موصی کے لئے ضروری ہے کہ ناظم تشخیص جائیداد، سیکرٹری مجلس کارپرداز کے نام تشخیص کی درخواست بھجوائے ۔موصی کی درخواست میں جائیداد سے متعلق ضروری تفصیل یا وضاحت نہ ہونے کی صورت میں دفتر موصی سے اسکی وضاحت حاصل کرتا ہے ۔مثلاً زیور کا وزن، جائیداد کا مکمل ایڈریس یعنی مکان یا پلاٹ کا نمبر اور گلی رمحلہ رشہر کا نام، زرعی رقبہ کا مربع رخسرہ نمبر وغیرہ اور ترکہ کی صورت میں موصی کا ترکہ میں حصہ یا ترکہ میں حصہ داروں کی تعداد و تفصیل وغیرہ ۔موصی کی طرف سے تشخیص جائیداد کی درخواست موصول ہونے پر مسل وصیت دفتر وصیت سے منگوا کر کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے ۔

❁ مقامی جماعت سے جائیداد کی تشخیص

موصی کی درخواست موصول ہونے کے بعد موصی کی جائیداد جس جس جماعت میں واقع ہو متعلقہ جماعتوں کو اسکی تشخیص کے لئے تحریر کیا جاتا ہے نیز جو موصی پاکستان میں مقیم ہو، موصی کو بھی تحریر کیا جاتا ہے کہ مقامی جماعت سے رابطہ کر کے جلد رپورٹ بھجوانے کی کوشش کرے ۔بیرون از پاکستان، جماعتوں کو یہ ہدایت ہے کہ موصی کی ایسی جائیداد جو اُسی ملک میں واقع ہو جہاں موصی مقیم ہے، مقامی جماعت سے اس جائیداد کی تشخیص کروا کے موصی کی درخواست کے ساتھ ہی رپورٹ بھی نیشنل امیر صاحب و نیشنل سیکرٹری صاحب وصایا کی تصدیق کے ساتھ وکالت مال ثانی کی معرفت دفتر تشخیص جائیداد کو بھجوا دی جائے ۔حسب قواعد وصیت مقامی جماعت کے لئے ضروری ہے کہ موصی کی جائیداد کی بازاری قیمت یعنی تشخیص کے وقت اس جائیداد کی فروخت یا خرید کی جو مالیت ہو وہ تشخیص کرے ۔نیز تشخیص جائیداد کا معاملہ مقامی مجلس عاملہ میں پیش ہو کر اور اجلاس میں حاضر ممبران کے دستخط رپورٹ پر ثبت کروا کے رپورٹ ارسال کرے ۔

❁ موصی کو جائیداد کی مالیت کی اطلاع

مقامی جماعت سے تشخیص کی رپورٹ موصول ہونے پر اگر دفتر کو قیمت پر تسلی نہ ہو یا رپورٹ میں کوئی قابل وضاحت امر ہو تو اس کی وضاحت مقامی جماعت سے حاصل کی جاتی ہے بصورت دیگر موصی کو مقامی جماعت کی تشخیص کردہ مالیت کی اطلاع بھجوائی جاتی ہے ۔موصی کو مقامی جماعت کی تشخیص کردہ مالیت پر اگر کوئی اعتراض ہو تو موصی کا موقف مقامی جماعت کو ہی تحریر کر کے قیمت پر نظر ثانی کروائی جاتی ہے ۔پاکستان میں مقیم موصیان کے اعتراض کا 15 یوم اور بیرون ملک مقیم موصیان کے اعتراض کا 45 یوم تک انتظار کیا جاتا ہے ۔اگر اس عرصہ میں موصی کی طرف سے قیمت پر کوئی اعتراض موصول نہ ہو تو دفتر رپورٹ مرتب کر کے مجلس کارپرداز میں پیش کر دیتا ہے ۔

❁ مجلس کارپرداز سے تشخیص جائیداد کی منظوری کی سفارش

اگر مجلس کارپرداز کو قیمت پر تسلی نہ ہو یا کسی امر کی وضاحت درکار ہو تو مجلس کارپرداز کے فیصلہ کی تعمیل میں حسب ضرورت

موصی یا مقامی جماعت سے اس امر کی وضاحت حاصل کر کے دوبارہ معاملہ مجلس کارپرداز میں پیش کیا جاتا ہے۔مجلس کارپرداز سے تشخیص کی منظوری کے بعد موصی کو واجب الاداء حصہ جائیداد کی اطلاع بھجوا کر دفتر مسل وصیت تشخیص کی آخری منظوری کے لئے صدر انجمن میں بھجوا دیتا ہے۔

۞ صدر انجمن سے تشخیص جائیداد کی آخری منظوری

مجلس کارپرداز سے تشخیص جائیداد کی منظوری کی سفارش کے بعد موصی کی تشخیص جائیداد کی آخری منظوری کے لئے مسل وصیت صدر انجمن احمدیہ میں بھجوائی جاتی ہے۔صدر انجمن احمدیہ کی منظوری کے بعد تشخیص کی مکمل تفصیل کی کمپیوٹر میں فیڈنگ کر کے اس کی اطلاع موصی کو بھجوائی جاتی ہے نیز بعد ازاں مسل وصیت واپس دفتر وصیت بھجوادی جاتی ہے۔

2- **موصی کی وفات پر تشخیص جائیداد کی کاروائی اور اسکی تفصیل:** اس بارہ میں تشخیص جائیداد کی کاروائی کا تفصیلی ذکر زیر عنوان دفتر وصیت شعبہ استقبالیہ کیا جا چکا ہے۔

3- **بعد تدفین موصی کے مزید ترکہ کی کاروائی کا طریق اور تفصیل:** موصی کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہو یا مقامی قبرستان میں، موصی کی تدفین کے بعد دفتر وصیت کی طرف سے موصی مرحوم کی مسل ترکہ کی کاروائی کیلئے دفتر تشخیص جائیداد کو بھجوائی جاتی ہے۔دفتر تشخیص جائیداد مقامی جماعت کو موصی کی ایسی جائیداد جس پر وفات تک ادائیگی ہو چکی ہو تفصیل تحریر کر کے رپورٹ حاصل کرتا ہے کہ کیا موصی کی اس کے علاوہ مزید کوئی جائیداد ہے یا نہیں۔اگر مزید کوئی جائیداد ہو تو جائیداد کی تفصیل و تشخیص کی رپورٹ بھی حاصل کی جاتی ہے۔نیز اگر کسی جائیداد پر بوقت وفات اندازاً مالیت پر ادائیگی کی گئی ہو تو ایسی جائیداد کی مقامی جماعتوں سے تشخیص کروائی جاتی ہے۔

تمام رپورٹس کے حصول کے بعد اگر موصی کے ذمہ کوئی مزید ادائیگی واجب ہو تو ورثاء کو ادائیگی کیلئے تحریر کر کے اور موصی مرحوم کے ترکہ کی کاروائی مکمل کر کے مسل وصیت واپس دفتر وصیت بھجوادی جاتی ہے۔موصی مرحوم کے مزید ترکہ پر ادائیگی کے بعد دفتر وصیت موصی مرحوم کے مزار پر کتبہ نصب کرواتا ہے۔

متفرق امور بسلسلہ تشخیص جائیداد:

موصی جائیداد کی تشخیص کروائے بغیر بھی حصہ جائیداد کی مد میں ادائیگی کر سکتا ہے جو موصی کے کھاتہ میں علی الحساب جمع رہتی ہے اور بوقت تشخیص یا بوقت وفات جو جائیداد کی مالیت ہو اس میں موصی کی ادائیگی محسوب کر لی جاتی ہے۔موصی کو یہ اختیار بھی ہے کہ خواہ تمام جائیداد کی ایک ہی وقت میں تشخیص کروائے یا ہر جائیداد کی الگ الگ تشخیص کروائے۔ایسی جائیداد جو موصی اپنی رقم سے خرید کر قانونی اغراض یا بعض وجوہ کی بناء پر کسی دوسرے فرد کے نام کرتا ہے تو وہ جائیداد موصی کی ہی شمار ہوتی ہے کیونکہ موصی کی رقم سے جائیداد خریدی گئی ہے۔ایسی جائیداد پر حصہ وصیت کی ادائیگی موصی کے ذمہ واجب ہے۔لیکن اگر کسی دوسرے فرد نے کوئی جائیداد موصی کے نام پر خریدی ہے جس پر موصی کی رقم خرچ نہیں ہوئی صرف موصی کے نام ہے تو ایسی جائیداد پر حصہ وصیت کی ادائیگی تو موصی پر واجب نہیں ہوتی لیکن موصی کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایسی جائیداد سے متعلق بھی زندگی میں وضاحت تحریر کر کے دفتر کو بھجوا دے تا کہ ریکارڈ مکمل رہے۔پاکستان کے علاوہ اکثر بیرونی ممالک میں ملکی قانون کی وجہ سے جائیداد مرد اور عورت دونوں کی نصف نصف شمار کی

جاتی ہے جبکہ قواعد وصیت کے مطابق اگر عورت نے جائیداد میں رقم خرچ کی ہو تو نصف نصف شمار ہوتی ہے بصورت دیگر جائیداد صرف مرد کی شمار کی جاتی ہے یعنی جس نے جائیداد کی خرید میں رقم انویسٹ کی ہو جائیداد بھی اسی کی شمار کی جاتی ہے اور حصہ وصیت کی ادائیگی بھی اسی پر واجب ہوتی ہے۔ جو جائیداد مارگیج پر خریدی جاتی ہے زندگی میں اگر موصی اس پر ادائیگی کرنا چاہے تو تشخیص کردہ قیمت سے مارگیج کی رقم منہا نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ جائیداد فروخت شدہ ہو۔ تاہم بوقت وفات مارگیج کی رقم منہا ہو کر ادائیگی واجب ہوتی ہے۔ ایسی جائیداد جس کی موصی تشخیص کے بعد ادائیگی کر کے سرٹیفکیٹ حاصل کر لیتا ہے اگر اس کے بعد موصی اس جائیداد کو فروخت کر دیتا ہے خواہ کسی قدر زائد مالیت پر فروخت ہو اور فروخت شدہ مالیت سے موصی کوئی اور جائیداد بنا لیتا ہے تو اگر فروخت شدہ مالیت میں زائد رقم انویسٹ کئے بغیر نئی جائیداد بنائی ہو تو نئی جائیداد متبادل شمار ہوگی اور نئی جائیداد پر کوئی ادائیگی واجب نہیں ہوگی۔ لیکن موصی کے لئے یہ ضروری ہے کہ ریکارڈ مکمل کرنے کی غرض سے دفتر وصیت کو تفصیل تحریر کر کے بھجوائے۔ اور اگر فروخت شدہ مالیت میں مزید رقم انویسٹ کی ہو تو مزید انویسٹ شدہ رقم پر ادائیگی واجب ہوگی۔ اگر کسی کا کاروبار ہی جائیداد کی خرید و فروخت ہے تو جو جائیداد کاروبار کی غرض سے خریدی جائے اس کی فروخت پر منافع پر حصہ آمد کی ادائیگی واجب ہے اور بوقت وفات موجود جائیداد موصی کا ترکہ شمار ہوگی اور اس پر وفات کے وقت حصہ جائیداد کی ادائیگی واجب ہوگی۔

زیور کی تشخیص: طلائی و نقرئی زیور کی تشخیص کے لئے دفتر مقامی جماعت کو تحریر نہیں کرتا بلکہ درخواست موصول ہونے کی تاریخ کے وقت کی 22 کیرٹ کی مارکیٹ کی قیمت لگا کر یا 24 کیرٹ کی مارکیٹ کی قیمت سے 1/8 کھوٹ نکال کر موصیہ کو تحریر کر دیا جاتا ہے کہ اگر موصیہ کو اس قیمت پر کوئی اعتراض ہو تو 15 یوم تک دفتر کو مطلع کریں۔ اگر موصیہ یا موصیہ کا کوئی قریبی عزیز خود دفتر حاضر ہو تو دفتر اسی وقت انہیں قیمت بتا کر انکی رضامندی بھی تحریری طور پر حاصل کر لیتا ہے کہ انہیں اس قیمت پر کوئی اعتراض تو نہیں۔ اسکے بعد دفتر زیور کی تشخیص کا معاملہ مجلس کارپرداز میں پیش کر دیتا ہے۔ طلائی و نقرئی زیور کی تشخیص سے متعلق اگر کوئی موصیہ اپنے علاقہ کے کسی بھی سنار سے قیمت لگوا کر رسید دفتر کو ارسال کر دے اور اس قیمت میں مارکیٹ کی قیمت سے نمایاں کمی نہ ہو نیز یہ رسید اس قدر پرانے عرصہ کی نہ ہو کہ جس وقت یہ رسید دفتر کو موصول ہو اس وقت زیور کی قیمت میں نمایاں اضافہ ہو چکا ہو تو دفتر موصیہ کی رسید کے مطابق ہی زیور کی قیمت شمار کر لیتا ہے اور اس صورت میں موصیہ کو قیمت کی رضامندی کے لئے تحریر کرنے کی بجائے دفتر براہ راست اس کی تشخیص کی منظوری کا معاملہ مجلس کارپرداز میں پیش کر دیتا ہے۔

فروخت شدہ جائیداد کی تشخیص: ایسی فروخت شدہ جائیداد جس کی فروخت سے کوئی نئی جائیداد نہ خریدی گئی ہو پر حسب قواعد قیمت فروخت کے مطابق فوری ادائیگی واجب ہے اس لئے ایسی جائیداد کی تشخیص کی منظوری کا معاملہ موصی جو قیمت فروخت بیان کرے اس کے مطابق براہ راست مجلس کارپرداز میں پیش کر دیا جاتا ہے اس کے لئے نہ مقامی جماعت کو تحریر کیا جاتا ہے اور نہ ہی موصی کو رضامندی کے لئے تحریر کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر موصی کی درخواست میں جائیداد کی تفصیل، تاریخ فروخت اور قیمت فروخت میں سے کسی امر کی وضاحت نہ ہو تو اسکی وضاحت حاصل کرنے کے لئے موصی کو تحریر کیا جاتا ہے۔

وراثتی جائیداد: وراثتی جائیداد میں ہر موصی کے ذمہ اپنے شرعی حصہ کے مطابق ادائیگی واجب ہے۔ دین نے متوفی کے ترکہ میں ہر وارث کا جو حصہ مقرر فرمایا ہے اگر کوئی وارث یہ حق اپنی مرضی سے چھوڑ دے تو اس پر وصیت کی ادائیگی واجب ہے۔

قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان

مجالس انصار اللہ کی مساعی

ریفریشر کورسز، میٹنگز، اجلاسات و اجتماعات

5 فروری نظامت اعلیٰ ضلع حافظ آباد کی 9 مجالس (حافظ آباد شہر، مانگٹ اونچا، بھاکا بھٹیاں، کوٹ شاہ عالم، بھڑی چٹھہ، پریم کوٹ، پنڈی بھٹیاں، چھنی جاناں، سکھیکی منڈی) میں جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد ہوا۔ جن میں کل مجموعی حاضری بالترتیب 127، 208، 12، 13، 17، 106، 23، 22، 11 تھی۔

6 فروری نظامت اعلیٰ ضلع حیدرآباد کے زیرانتظام بمقام بشیرآباد سپورٹس ریلی منعقد ہوئی۔ سندھ کے 4 اضلاع نے شرکت کی۔ مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر مجلس نے اختتامی تقریب میں شمولیت کی اور انعامات تقسیم فرمائے۔ حاضری 157 رہی۔

4 اور 6 مارچ کو نظامت اعلیٰ ضلع فیصل آباد کے 8 حلقہ جات کی 37 مجالس کا سالانہ ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ جس میں ضلعی عاملہ کے عہدیداران نے مرکزی لائحہ عمل کے مطابق ہدایات دیں۔ حاضری 79 رہی۔

6 مارچ نظامت اعلیٰ ضلع گوجرانوالہ کے زعماء مجالس اور گوجرانوالہ شرقی کے عہدیداران کا ریفریشر کورس بیت الحمد گل روڈ میں زیر صدارت مکرم ناظم صاحب اعلیٰ ضلع منعقد ہوا۔ حاضری 95 رہی۔

6 مارچ نظامت اعلیٰ ضلع مظفرگڑھ کا ضلعی ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب نے ہدایات دیں۔ حاضری 23 رہی۔

6 مارچ نظامت اعلیٰ ضلع راجن پور کا ریفریشر کورس زیر صدارت مکرم ناظم صاحب اعلیٰ علاقہ منعقد ہوا۔ حاضری 38 رہی۔

6 مارچ نظامت اعلیٰ ضلع ڈیرہ غازیخان کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ مکرم لئیق احمد عابد صاحب قائد تحریک جدید اور مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نائب قائد عمومی نے شمولیت کی۔ حاضری 45 رہی۔

13 مارچ نظامت اعلیٰ ضلع کراچی کے زیراہتمام بیت الحمد مارٹن روڈ میں شعبہ تجنید کا ریفریشر کورس زیر صدارت مکرم چوہدری منیر احمد صاحب ناظم اعلیٰ ضلع منعقد ہوا۔ مجالس کے منتظمین تجنید، زعماء حلقہ جات اور سائقین نے شرکت کی۔ حاضری 172 رہی۔

14 مارچ نظامت اعلیٰ ضلع وہاڑی کا ریفریشر کورس زیر صدارت مکرم قاضی طاہر اسماعیل صاحب ناظم اعلیٰ علاقہ ملتان نمائندہ مرکز ہوا۔ حاضری 56 رہی۔

16 مارچ مجلس مقامی ربوہ کے زیراہتمام ناصر بلاک کے عہدیداران کا ریفریشر کورس زیر صدارت مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ بمقام بیت الذکر ناصرآباد شرقی منعقد ہوا۔ حاضری 60 رہی۔

16 مارچ مجلس مقامی ربوہ کے زیراہتمام نصر بلاک کے عہدیداران کا ریفریشر کورس زیر صدارت مکرم بشارت احمد محمود صاحب نائب زعیم اعلیٰ منعقد ہوا۔ حاضری 87 رہی۔

18 مارچ مجلس دارالفضل فیصل آباد کے زیراہتمام جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مرکزی نمائندہ نے کی۔ حاضری 26 انصار، 40 خدام، 12 اطفال رہی۔

20،19مارچ نظامت اعلیٰ ضلع بہاولنگر کے زیر اہتمام چک 166مراد میں زعماء مجالس اور ممبران عاملہ ضلع کا ریفریشر کورس زیر صدارت مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر مجلس منعقد ہوا۔مکرم مشہود احمد صاحب قائد وقف جدید اور مکرم منور احمد تنویر صاحب معاون صدر بھی صدر محترم کے ہمراہ تھے اور شعبہ جات کے بارہ میں ہدایات دیں۔حاضری 100رہی۔

20مارچ نظامت اعلیٰ علاقہ لاہور کے زیر اہتمام اجتماع منعقد ہوا۔مکرم حنیف احمد محمود صاحب قائد تربیت،مکرم مظفر احمد درانی صاحب قائد تعلیم القرآن،مکرم رفیق مبارک میر صاحب قائد تجنید اور مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نے شمولیت کی۔حاضری 148رہی۔

20مارچ نظامت اعلیٰ ضلع اسلام آباد کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد ہوا۔مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے خطاب کیا۔حاضری 250رہی۔

20مارچ دارالنور فیصل آباد کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان نے شمولیت کی۔حاضری 56رہی۔

20مارچ نظامت اعلیٰ ضلع فیصل آباد کے زیر اہتمام درج ذیل تفصیل کے ساتھ ریفریشر کورسز منعقد ہوئے۔جہاں نمائندگان نے شمولیت کرتے ہوئے ہدایات دیں۔دارالذکر میں مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین ہدایات دیں جہاں پر حاضری 26 رہی،دارالنور میں مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی نے ہدایات دیں جہاں پر حاضری 26رہی،کریم نگر میں مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب قائد اشاعت نے ہدایات دیں جہاں پر حاضری 27رہی اور دارالحمد میں مکرم محمد محمود طاہر صاحب نائب صدر صف دوم نے ہدایات دیں جہاں پر حاضری 24رہی۔

21مارچ مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیر اہتمام ایوان ناصر میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب وکیل التصنیف نے حضرت مسیح موعودؑ کے مقام اور دعاوی کے موضوع پر تقریر کی۔حاضری 148رہی۔

22مارچ نظامت اعلیٰ ضلع کراچی کے تحت بیت الحمد مارٹن روڈ میں جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا۔حضرت مسیح موعودؑ کا "تعلق باللہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کے موضوعات پر تقاریر کی گئیں۔حاضری 103رہی۔

23مارچ مجلس ڈیفنس ناصر لاہور کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان،مکرم ناظم اعلیٰ علاقہ لاہور نے شمولیت کی۔صدر محترم نے اپنے خطاب میں حضرت مسیح موعودؑ،خلفائے حضرت مسیح موعود اور رفقاء حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں سیر حاصل اور مفصل نصائح سے نوازا۔حاضری 63رہی۔

23مارچ فیصل ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد کیا گیا۔نومبائعین سمیت حاضری 33انصار، 26خدام، 12اطفال رہی۔

23مارچ جوہر ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد کیا گیا۔تقاریر میں بیعت کے اغراض ومقاصد حضرت مسیح موعود کے رفقاء کے واقعات بیان کئے گئے۔حاضری 75رہی۔

23مارچ دہلی گیٹ لاہور کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد کیا گیا۔حاضری 75رہی۔

23مارچ گوجرانوالہ غربی نے جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد کیا۔جلسہ کے اختتام پر مٹھائی تقسیم کی گئی۔مجموعی حاضری 85رہی۔

23مارچ راہوالی ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد ہوا۔حاضری 115رہی۔

23مارچ چک نمبر 565 گ ب فیصل آباد کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا۔حاضری 23 رہی۔
25مارچ دارالفضل فیصل آباد کے زیر اہتمام بیت الفضل میں نظام وصیت کے موضوع پر خصوصی پروگرام منعقد ہوا۔حاضری 20 رہی۔
23مارچ ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام ملیر کالونی میں صدر حلقہ کی صدارت میں جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد کیا گیا۔حاضری 42 رہی۔
23مارچ گلستان جوہر شمالی کراچی کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد مکرم عبدالخالق ناصر سونگی صاحب مربی سلسلہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔حاضری 66 رہی۔
23مارچ مجلس واہ کینٹ راولپنڈی کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد ہوا۔حاضری 102 رہی۔
27مارچ گلزار ہجری کراچی کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد کیا گیا۔حاضری 33 رہی۔
27مارچ حلقہ دارالصدر شرقی الف ربوہ نے ایک ڈیرہ پر تربیتی ،ورزشی وعلمی پروگرام منایا۔پروگرام سے پہلے بکرا صدقہ کیا گیا۔جلسہ سیرت النبیؐ اور جلسہ مصلح موعود ہوا۔پروگرام میں کثیر احباب شامل ہوئے۔
28مارچ مجلس مقامی ربوہ کے زیر اہتمام ایوان ناصر میں یوم مسیح موعودؑ کا پروگرام ہوا۔مکرم مرزا عبدالصمد احمد صاحب ناظر خدمت درویشاں نے تقریر کی۔حاضری 240 رہی۔
29مارچ مقامی ربوہ کے زیر اہتمام منتظمین تجنید و سائقین کا اجلاس زیر صدارت مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان منعقد ہوا۔مکرم رفیق مبارک میر صاحب قائد تجنید اور مکرم صدر صاحب نے ہدایات دیں۔حاضری 130 رہی۔

میڈیکل کیمپس و خدمت خلق (ایثار)

7فروری مجلس فیصل ٹاؤن لاہور نے میڈیکل کیمپ کے ذریعہ 22 مریضوں کو ادویات دیں۔
ماہ مارچ مجلس مقامی ربوہ کے زیر انتظام محلہ جات دارالصدر جنوبی، دارالنصر غربی منعم ، طاہر آباد، دارالفضل شرقی، دارالانوار، دارالبرکات اور دارالرحمت وسطی نے ربوہ کے گردونواح میں 9 میڈیکل کیمپس لگا کر 1113 مریضوں کو ادویات دیں۔اس خدمت میں 9 ڈاکٹرز اور 27 ڈسپنسرز نے حصہ لیا۔
ماہ مارچ نظامت اعلیٰ ضلع عمرکوٹ وعلاقہ حیدرآباد نے 10 جوڑے اور 2 من 33 کلوگرام گندم غرباء و مستحقین میں تقسیم کی۔اس کے علاوہ غرباء کو ایمبولینس کی سہولت اور جہیز میں غریب بچیوں کی امداد کی گئی۔
ماہ مارچ مجلس ماڈل کالونی کراچی کے 4 انصار نے دوران ماہ عطیہ خون دیا۔4 میڈیکل کیمپس لگائے گئے۔جن میں 1261 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
ماہ مارچ حلقہ اقبال ٹاؤن لاہور کے زعیم نے 30 مریضوں کو ادویات ،4 مریضوں کی عیادت اور ادویات اور 40 مریضوں کو ان کی بیماری سے متعلق مشورہ جات دیئے۔
ماہ مارچ نظامت اعلیٰ ضلع فیصل آباد کے زیر اہتمام سوائن فلو سے بچاؤ کی دوائی 200 گھرانوں کے ذریعہ 1400 افراد تک پہنچائی گئی
13مارچ نظامت اعلیٰ ضلع حافظ آباد کے زیر اہتمام میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں 116 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
20مارچ مجلس ٹلنو ر راولپنڈی کے زیر اہتمام موضع ڈھوک منگا میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں 76 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

20مارچ مجلس فیصل ٹاؤن لاہور نے بمقام موچی والا میں میڈیکل کیمپ لگا کر 24 مریضوں کو ادویات دیں۔

21مارچ مجلس بیت التوحید لاہور کے زیر اہتمام بمقام کچا سانده میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔79 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

23مارچ مجلس ڈرگ روڈ کراچی کے 3 انصار نے خون کا عطیہ دیا۔

23مارچ نظامت اعلیٰ ضلع کراچی نے عقیل بن عبدالقادر آئی ہسپتال میں عطیہ خون کا کیمپ لگایا۔جس میں 8 خواتین، 26 خدام اور 55 انصار نے دور افتادہ مقامات سے اس کارخیر میں حصہ لیا۔

23مارچ مجلس گجر ہجری کراچی کے 8 انصار نے خون کا عطیہ دیا۔

29مارچ مجلس فیصل ٹاؤن لاہور کے 4 احباب نے گلشن پارک لاہور میں زخمی ہونے والوں کی عیادت کی اوران میں 70 پیکٹ کھانے کے تقسیم کیے۔

وقار عمل

14فروری مجلس فیصل ٹاؤن لاہور نے بیت الہادی میں وقار عمل کیا جس میں بیت الذکر کی مکمل صفائی کی گئی۔22 انصار نے حصہ لیا۔

ماہ مارچ مجلس 275رب کرنا ریور ضلع فیصل آباد کے انصار نے قبرستان میں ایک مثالی وقار عمل کا انعقاد کیا۔اڑھائی گھنٹے کام جاری رہا۔ وقار عمل میں 30 انصار نے شرکت کی۔

ماہ مارچ نظامت اعلیٰ ضلع راولپنڈی کے زیر اہتمام ایک مثالی وقار عمل منعقد ہوا۔ضلع بھر سے 128 انصار، 48 خدام اور 30 اطفال نے حصہ لیا۔

6مارچ مجلس واہ کینٹ راولپنڈی کے زیر اہتمام بیت الحمود میں وقار عمل اور کلوجمیعاً کا پروگرام ہوا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ، صحابہ رسول رضوان اللہ کی اطاعت و پیروی۔اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء اور خلافت احمدیت کے حوالے سے واقعات بیان کیے گئے۔حاضری 25 رہی۔

18مارچ مجلس مقامی ربوہ کے محلّہ دارالرحمت وسطی اور طاہر آباد جنوبی نے وقار عمل کے پروگرام منعقد کیے جن میں درختوں کی کٹائی، راستوں کی اور نالیوں کی صفائی کی گئی۔110 انصار نے حصہ لیا۔

27مارچ مجلس گلشن جامی کراچی نے بیت الذکر میں وقار عمل کیا جس میں قالینوں کی صفائی اور دیواروں کی صفائی کی گئی۔36 انصار وقار عمل میں شامل ہوئے۔

27مارچ مجلس ڈرگ روڈ کراچی کے 14 انصار نے ضلعی سطح پر عزیز بھٹی پارک میں منعقد ہونے والے وقار عمل میں حصہ لیا۔

ذہانت وصحت جسمانی ، وقار عمل ،صف دوم

6مارچ مجلس ماڈل کالونی کراچی کے زیر انتظام مقابلہ مشاہدہ معائنہ و میوزیکل چیئرز منعقد ہوا۔حاضری 31 رہی۔

17مارچ نظامت اعلیٰ علاقہ ملتان نے اپنی سالانہ پکنک دریائے چناب کنارے منائی۔دینی معلومات کے علاوہ مشاہدہ معائنہ کا پروگرام کروایا گیا۔بعد میں نظامت اعلیٰ علاقہ کی میٹنگ منعقد ہوئی۔حاضری 12 رہی۔

20مارچ مجلس دارالسلام لاہور کی سالانہ پکنک باغ جناح میں ہوئی۔ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔حاضری 58 انصار، 4 خدام، 10 اطفال رہی۔

23مارچ مجلس جوہر ٹاؤن لاہور کے زیرِ اہتمام پارک میں پیدل چلنا، گولہ پھینکنا، کلائی پکڑنا اور رسہ کشی کے مقابلہ جات منعقد ہوئے جن میں 20انصار نے حصہ لیا۔

27مارچ مجلس فیصل ٹاؤن لاہور کی سالانہ پکنک پروگرام ایک پارک میں منعقد ہوا۔ سیر اور ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ 27 انصار، 2خدام شامل ہوئے۔

27مارچ مجلس گلشن پارک لاہور کی پکنک شالیمار گارڈن میں ہوئی۔ 15انصار صف دوم سائیکل پر 8 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے پہنچے۔ ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ حاضری 35رہی۔

27مارچ مجلس الطاف پارک لاہور کی پکنک چائنہ سکیم پارک میں منعقد ہوئی۔ حاضری 10انصار، 4خدام 4بچے رہی۔

قبروں کو بھی نافع الناس بنانے کا طریق

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"غرض جب خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کر دیا کہ اب تھوڑے دن باقی ہیں تو اسی لئے میں نے وہ تجویز سوچی جو قبرستان کی ہے اور یہ تجویز میں نے اللہ تعالیٰ کے امر اور وحی سے کی ہے اور اسی کے امر سے اسکی بناء ڈالی ہے کیونکہ اسکے متعلق عرصہ سے مجھے خبر دی گئی تھی۔ میں جانتا ہوں کہ یہ تجویز بھی بہت سے لوگوں کے لئے ابتلاء کا موجب ہوگی لیکن **اس بناء سے غرض یہی ہے کہ تا آنے والی نسلوں کے لئے ایک ایسی قوم کا نمونہ ہو**...... تا لوگ جانیں کہ وہ دینِ حق اور اسکی اشاعت کیلئے فدا شدہ تھے"

موصیان کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

"میں دعا کرتا ہوں کہ **خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے** اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دُنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کیلئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی ...... آمین یا رب العالمین

❁ پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین

❁ پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے، بجا لاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین"

بہشتی مقبرہ ربوہ (چاردیواری)

بہشتی مقبرہ (توسیع) ربوہ

Editor: Mahmood Ahmad Ashraf

Regd #: FR - 8

Monthly
ANSARULLAH

ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org

Ph: 047-6212982
Fax: 047-6214631

June 2016 (A.D)/ Shaban, Ramadan 1437 (H) / Ihsaan 1395 (H.S)

اراکین مجلس کارپرداز اور اسسٹنٹ سیکرٹریان دفتر وصیت محترم صدر صاحب مجلس کارپرداز کے ہمراہ

کرسیوں پر (دائیں سے بائیں)

مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز، مکرم مرزا عبدالصمد صاحب، مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس کارپرداز، مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب، مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب، مکرم سید میر قمر سلیمان احمد صاحب، مکرم رفیق مبارک میر صاحب۔

پیچھے کھڑے ہوئے (دائیں سے بائیں)

مکرم نعیم اللہ ملہی صاحب، مکرم مدثر احمد مشرف صاحب، مکرم نداء الحق صاحب، مکرم حافظ انوار رسول صاحب، مکرم مبشر محمود صاحب۔